سلسلۂ انتخابِ منظوماتِ کشمیری : ۹

عبدالاحد نادمؔ

مؤلفہ

میر غلام رسول نازکیؔ

•

جموںؔ و کشمیر کلچرل اکادمی سرینگر

۱۹۶۱ء

کاتب :- غلام رسول

باراوّل : جنوری سنہ ۱۹۶۱ء
تعداد : ایک ہزار
قیمت : ڈیڑھ روپیہ
مطبوعہ : بروکازپریس سرینگر

فہرس

حالاتِ زِندگی

زباں پہ بارِ خدایا یہ کِس کا نام آیا

وہ پروانۂ شمعِ رسالت، جس کا نام قلم کی زباں پر آتا ہے تو قلم جھُومنے لگتا ہے۔ اسرارِ نبوّت کا وہ راز داں، جس کے قلم نے توصیفِ نبوی میں وہ سدا بہار پھُول کھِلا دئے جن کی خوشبو سے مشامِ جاں قیامت تک معطر رہے گا۔

نادمؔ رح کے خاندانی حالات کے بارے میں زیادہ باتیں معلوم نہیں، اتنا پتہ چلا ہے کہ اُن کے والدِ بزرگوار غلام محی الدین صاحب سری نگر میں رعناواری کے محلۂ میشاہ کے رہنے والے تھے اور درگاہِ حضرت میاں شاہ صاحب کے خادم بھی تھے۔ پیشہ کتابت تھا۔ رُوحانی منازل طے کر چکے تھے اور رشد و ہدایت کا دروازہ کھُلا تھا۔ ان کی شادی ایک ایسے خاندان میں ہوئی تھی جس کا تفصیلی حال لکھنا اس لئے ضروری ہے کہ اس سے نادمؔ رح کی شاعری پر روشنی پڑتی ہے۔

آج سے کم وبیش ساڑھے تین سو برس پہلے ایک بار مؤرخ اور صاحبِ اثر کشمیری پنڈت گنیش کول دتاتریہ کے نام سے کھوئیہ ہامہ میں رہتے تھے۔ وہ ایک روز اپنا جاہ وحشم اور خاندان لے کر لدرہ وان کی تیرتھ پر یاترا جارہے تھے اُن کا خاندان اور نوکر چاکر پیچھے تھے۔ پنڈت گنیش کول خود گھوڑے پر سوار آگے نکلے۔ وٹلب کی پہاڑی پر پہنچے۔ وہاں چشمے پر ایک درویش سیرت بزرگ کو دیکھا۔ دِل اُن کی طرف خود بخود کھچنے لگا۔ گھوڑے سے اُترا۔ چشمے پر پانی پیا، مُنہ ہاتھ دھویا اور درویش کے سامنے آکر ادب سے سلام کیا۔ درویش نے پُوچھا۔" پنڈت کہاں جارہے ہے ؟ " گنیش کول نے جواب دیا۔ " حضور! میں خُدا کی تلاش میں جارہا ہوں۔" درویش بولے۔" اگر کوئی تمہیں تمہارے معبود سے یہیں مِلادے تو ؟" گنیش کول بولا۔" تو مجھے در در کی خاک چھاننے کی کیا ضرورت ہے ؟" درویش نے گنیش کول کی طرف توجہ عالی کی عنایت کی بارش کی۔ پنڈت کے دِل سے غفلت کے پردے ہٹ گئے اور اُس نے اپنے آپ کو بھی دیکھا اور اپنے خالق کو بھی بے نقاب پایا۔ وہیں درویش کے دستِ حق پرست پر بیعت ہوا۔ اور واپس لوٹا۔ یہ درویش حضرت مخدوم شیخ حمزہ سلطان العارفین رحمتہ اللہ علیہ تھے اور گنیش کول کا نام حضرت نے شیخ غازی رکھا۔ جس نے سلوک کے منازل کو تیزی سے طے کیا اور اپنا مقام بنالیا۔ وہ وفات پاگئے اور موضع ماڈر بانڈی پورہ کشمیر میں آسودہ ہوگئے۔ اُن کا مزار اب تک مرجع خلائق ہے۔

روایت ہے کہ شیخ غازی نے پیرِ کامل کے دستِ حق پرست پر بیعت کرتے وقت عرض کی تھی کہ میں دین اور دُنیا دونوں چاہتا ہوں۔ دُنیا میں بھی عسرت اور افلاس کی زندگی بسر کرنا نہیں چاہتا۔ پیرِ کامل نے وعدہ کیا تھا کہ تمہاری آرزو پُوری ہوگی اور نہ صرف تم، بلکہ تمہاری سات پُشتوں کی دُنیا و دین کا ذمّہ دار میں ہوں۔ ان ہی شیخ غازی کی اولاد میں سے شیخ محمد فاضل زونی مری اور شیخ محمد یعقوب چھتہ بلی ایسے بزرگوار بھی پیدا ہوئے۔ ان ہی کی اولاد میں سے ایک مشہورِ روزگار بُزرگ شیخ غلام رسول شیوا تھے۔ عبدالاحد نادم رحؔ کے نانا یہی شیوا تھے۔ شیوا کو اللہ نے بڑی نامور اولاد عطا کی۔ ان میں سے حسن شاہ مؤرخ کشمیر اور غلام احمد جیدؔ وہ دو بُزرگ ہیں جن کو نہ صرف کشمیر بلکہ بیرونِ ہند میں بھی شہرت حاصل ہوئی ہے۔ شیوا کا ایک اور فرزند محمد شاہ تھا جو اپنے زہد و پاکیزگی کے اعتبار سے اپنے زمانے کا ولیِ کامل تھا۔ احتیاط، تقویٰ اور خدا ترسی میں اس بزرگ کا کوئی ثانی نہ تھا۔ عبدالاحد نادم رحؔ کے یہ تین ماموں ـــ حسن، جیدؔ اور محمد شاہ تھے جن سے اُس نے تربیت حاصل کی، فیض پایا اور وہ چیز حاصل کی جس سے وہ خود بھی زندۂ جاوید ہوا۔

حالات بخوبی معلوم نہیں مگر قیاس کہتا ہے کہ نادم کے والد کا انتقال ہوا اور والدہ اپنے بھائیوں کے پاس گامرو ـــ بانڈی پورہ آئی۔ نادم ساتھ تھے۔ نادم کا بچپن یہیں گذرا۔ اسی ماحول سے رنگ و بُو حاصل کیا۔ یہیں

شعر و شاعری کی طرف اُن کی توجہ ہوئی۔ کیونکہ یہ ایک علمی گھرانا تھا۔ اُس کے علاوہ شیوا خود شاعر تھے، حسن شاعر تھے اور جنید شاعر تھے۔ گھر میں رات دن درس و تدریس کے علاوہ شعر و شاعری کا مشغلہ بھی رہتا تھا۔ نادم جسے اللہ نے خداداد ذہانت عطا کی تھی وہ اس ماحول میں کھِل اُٹھا اور اُس کی شگفتہ صلاحیتیں بیدار ہوئیں۔ اُس کے ساتھ اُس کے دل پر عشق نبوی کا پرتو بھی پڑا۔ کیونکہ شیوا جہاں ایک صاحبِ فکر و قلم بزرگ تھے وہاں وہ عشقِ محمدی میں بھی سرشار رہتے تھے۔ رات دن یہی چرچے رہتے تھے۔ صبح و شام مدنی محبوب کے تذکرے سے دل کی کلیاں کھِل اُٹھتی تھیں۔ ان سب چیزوں نے نادم کے اثر پذیر دل پر تیر و نشتر کا کام کیا۔ وہ جہاں ایک طرف سے فنِ شعر میں کھوئے گئے وہاں دوسری طرف سے وہ عشق محمدی میں بھی ڈوبتے چلے گئے۔ اس استغراق اور محویت نے اُسے کندن بنا دیا۔ طالب و مطلوب میں جو دیوارِ وجود حائل تھی وہ مسمار ہو گئی اور نادم کو ہر چیز میں مکی آقا اور مدنی محبوب کا حسین و جمیل پرتو نظر آنے لگا۔ اس پرتو کی جھلکیاں نادم کے حرکات و سکنات سے ظاہر ہونے لگیں۔ اُس نے بڑی کاوش سے اُن باتوں کا کھوج لگایا جو مدنی آقا کو محبوب تھیں، اُن کو اپنایا۔ اُن باتوں کو تلاش کیا جن سے مکی محبوب کو چڑ تھی، اُن سے اجتناب کیا اور یہ عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم رسولِ کریم کی تقلیدِ کامل کا ایک جیتا جاگتا نمونہ بنا۔ اب اُس کی تمام صلاحیتیں اسی میں صرف ہوئیں کہ وہ پیغامِ محمدؐ کو عام کر دے۔ سب سے بڑی صلاحیت

شعر و سخن کی تھی۔ اس کو نادم نے نعتِ رسول کے لئے وقف کر دیا۔ اُس نے اس صنفِ سخن کو آسمان پر چڑھا دیا۔ اُس نے وہ ملکوتی نغمے گائے جن کو سُن کر جنت کی حوروں نے رقص کیا۔ اُس نے وہ سرمدی نغمے سُنائے جن کی دل کش تانوں نے فرشتوں کو مسحور اور محوِ حیرت کر دیا۔ مدنی محبوب کا یہ جاں سپار فدائی، مکی آقا کا یہ عاشق زار جب نعت پڑھتا ہے تو خدا اور اُس کے فرشتے رسولِ مقبول پر درود بھیجتے ہیں۔ خود پڑھنے والے کے دل پہ ایک ایسی کیفیت چھا جاتی ہے، جس کا نشہ دُنیا کی کوئی ترشی نہیں اُتار سکتی۔ کشمیر میں اور بھی شاعر ہیں جنہوں نے شعر کے فن کو آسمان پر چڑھایا ہے۔ مگر جو بات نادم کے کلام میں ہے وہ کسی اور شاعر کے کلام میں نہیں۔ اس لئے کہ نادم دل کا شاعر ہے۔ اُس کی ہر بات دل سے نکلتی ہے اور ؎

دِل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

اوائلِ زندگی کے حالات معلوم نہیں، البتہ شعر و شاعری کی طرف نادم کا لگاؤ بچپن سے تھا۔ ایک واقعہ مشہور ہے کہ بچپن میں وہ اور ان کے ساتھی بھیڑوں کو لے کر چرایا کرتے تھے۔ گرمی کے موسم میں کشمیر میں دھان کے کھیتوں میں مچھر بڑی کثرت سے ہوتا ہے اور شام ہوتے ہی اُن کے نغمہ بار حملے شروع ہو جاتے ہیں۔ مچھروں کی دراز دستیوں نے ان بچوں کو تنگ کیا۔ جو بھیڑیں چرایا کرتے تھے۔ چنانچہ بیٹھے بیٹھے ایک روز نادم نے نفیس فارسی میں ایک طویل مثنوی لکھ ڈالی۔ اور اس کا نام "میہہ نامہ" رکھ دیا۔ یہ مثنوی

اب دست یاب نہیں ہوتی۔ اس کا شعر مجھ تک زبانی زبانی آیا ہے۔ دیکھئے کیا بے ساختہ شعر کہہ دیا ہے ؎

شرف شاہ از ہول بگریستے گہے می نشستے و گہ ایستے

ظاہر ہے کہ اس زمانے میں نادم کی عمر دس بارہ سال سے زیادہ نہ ہوگی۔ کیونکہ کشمیر میں بھیڑیں چرانے کا کام عام طور پر اسی عمر کے بچوں کے سپرد کیا جاتا تھا۔ بھیڑیں چرانے سے ذہن اس حقیقتِ عام کی طرف بھی جاتا ہے کہ کم و بیش تمام انبیا نے بھی بچپن میں یہی کام کیا اور اقبال نے اس مضمون کو کس خوبصورتی سے بیان فرمایا ؎

نظر آئی نہ مجھے قافلہ سالاروں میں
وہ شبانی جو ہے تمہیدِ کلیم اللّٰہی

موسیٰ علیہ السلام کی بھیڑیں مشہور ہیں اور مسیح علیہ السلام کا یہ مشہور قول کہ میں بنی اسرائیل کی بھیڑوں کو جمع کرنے آیا ہوں اور خود حضرت سرورِ کائنات صلعم کی ابتدائی زندگی کا مشغلہ بھی یہی بھیڑیں چرانا رہا ہے۔ فطرت نے اُن کو اپنے دلبستان میں پہلا درس یہی دیا کہ وہ کھوئی ہوئی بھیڑوں کو راہِ راست پر لانے کی مشق کریں اور کشمیر کے ایک دُور و دراز گاؤں میں فطرت انبیائے کرام علیہم السلام کے ایک جاں نثار غلام کو پھر تربیت دے رہی تھی کہ وہ بھیڑیں چرائے اور اپنے دِل کو اس نورِ سے منوّر کرے جو بھیڑیں چرانے والے انبیا کے دِلوں کو منوّر کر رہا تھا اور اس شبانی سے کلیم اللّٰہی سیکھے۔

اور اپنے کلام بلاغت نظام سے افسردہ دلوں کو گرمائے۔ سوئی ہوئی رُوحوں کو جگائے اور روتی آنکھوں کو نور بخشے۔

نادم جب سنِ رُشد کو پہنچے تو وہ ایک پرہیزگار، مُتقی اور زاہد مرتاض بُزرگ تھے۔ شباب کا جنوں آفریں زمانہ نادم کے لئے بھی ہیجان خیز ضرور تھا۔ وہ بھی حُسن و جمال کا شیدائی تھا۔ مگر وہ اُس حُسن کا دیوانہ ہو چکا تھا جس کے سامنے دُنیا کا کوئی حُسن حُسن نہیں۔ وہ اس آفتابِ رسالت کی جھلک دیکھ چکا تھا جس کے سامنے یوُسفِ مصری علیہ السلام کا پُرنور چہرہ ستارے کی مانند ماند پڑا تھا۔ نادم کی ابتدائی نعتوں میں اس تاثر کی شہادت موجود ہے۔ وہ ایک ایسی ہی نعت میں کہتا ہے ؎

ڈیکھ تس نُور کِر طُور — گاہ یلہِ ترُو د تمُ ماہِ رُخسار

سامہ بڈی آفتابہ دِتی تمُ اُتیے — مدنی مارہ مُتیے ماُڑہی

زندگی کے ہر ہر قدم پر نادم کو اس بات کا خیال تھا کہ وہ کوئی ایسی حرکت نہ کر گذرے جو اُس کے محبوب کے اصول اور فرمان کے منافی ہو۔ وہ اسی لئے راست باز تھے، کیونکہ اُس کا محبوب راست بازوں کا سردار تھا۔ نادم ہر شخص کے غم خوار تھے، کیونکہ نادم کا محبوب عالمِ انسانیت کا غم خوار تھا۔ جان و تن کا رابطہ قائم رکھنے کے لئے کوئی کام ضروری تھا۔ طبابت کا پیشہ اختیار کیا، کچھ اس لئے کہ آبائی ورثہ تھا اور طبیعت کو اس سے فطری مناسبت تھی۔ کچھ اس لئے کہ اُن کے ننھیال میں اُن کے ماموں محمد شاہ

صاحب اپنے وقت کے افلاطون تھے اور کچھ اس لئے کہ اس پیشے سے عالمِ انسانیت کی خدمت ہو سکتی تھی، بیماروں کی دِل جوئی ہو سکتی تھی۔ مریضوں کے زخموں پر پھاہا رکھا جا سکتا تھا۔ اور اُن کے محبوب کے اس صِفت کی پیروی کی جا سکتی تھی جو وہ بیواؤں اور یتیموں کی خدمت گذاری کے روپ میں قائم کر گئے تھے۔

جن لوگوں نے نادم کو دیکھا ہے اُن کا کہنا ہے کہ اللہ نے اُن کے ہاتھ میں شفائے کامل رکھی تھی۔ مایوس العلاج مریضوں کو اُنہوں نے اچھا کیا۔ جن لوگوں کے پاس کچھ نہ تھا اُن کا علاج بھی کرتے تھے اور اُن کے لئے دواؤں کا انتظام بھی اپنی گرہ سے کرتے تھے۔ جو بیمار صاحبِ استطاعت ہوتے وہ حق الخدمت کے طور پر کچھ دیتے تو اُسے قبول کرتے، مطالبہ یا تقاضا نہ کرتے۔ اللہ تعالےٰ کو رِزق کا ضامن سمجھتے اور وہ نادم کی ضرورتوں کو پورا کرتا تھا، کھانے پینے اور لباس کے معاملے میں بڑے نفاست پسند تھے۔ کسی نے اُن کو میلا کپڑا پہنے نہیں دیکھا۔ عام طور پر سبز رنگ کا عمامہ پہنتے اور کپڑے سفید براق ہوتے۔ کھانے پینے کے معاملے میں جہاں ایک طرف سے تقویٰ کا سخت خیال تھا وہاں یہ بھی تھا کہ سب سے اچھا کھاتے، گوشت بڑی چاہ اور رغبت سے کھاتے۔ پرندوں کے گوشت میں سے مُرغی کا گوشت بہت مرغوب تھا۔ اُس مُرغی کا گوشت اکثر کھاتے جو صرف ایک انڈا دے چکی ہو۔ کسی کے گھر عام طور پر کھانے سے اجتناب کرتے۔ مریضوں کو دیکھنے

کے سلسلے میں دَورے پر جاتے تو اپنا کھانا ساتھ لے جاتے اور جہاں بھُوک لگتی وہاں بیٹھ کر کھا لیتے۔ بالعموم کسی ندی کے کنارے بید زار میں بیٹھ کر کھانا کھا لیتے۔ ناؔدم نے ایک خاص دوا ایجاد کی تھی جو وہ پکے ہوئے سالن میں ڈالتے۔ اس سے سالن کے ذائقہ میں کوئی فرق نہ آتا۔ اگر وہ رکھ کر بھی کھا لیا جاتا، گرمی کے ایّام میں بھی اُن کا سالن دو دو تین تین دِن تک تر و تازہ رہتا اور یہ سب اُن کی ایجاد کردہ دوا کا اعجاز تھا۔

صوم و صلواۃ کے سختی سے پابند تھے۔ فرض روزوں اور نمازوں کے علاوہ بھی نفلی روزے رکھتے اور نفل نمازیں پڑھتے۔ دِن کے اکثر حصے میں خلقِ خدا کا کام کرتے اور رات کو اکثر بیدار رہتے۔ والدِ مرحوم کا کہنا ہے کہ اُن کی اکثر نعتیں اُن کی شب بیداری کا نتیجہ ہیں۔ فکرِ سخن بالعموم آدھی رات کے بعد شروع ہو جاتی۔ زیادہ پُر گو نہ تھے، مگر جو کچھ کہا ہے وہ بے عیب اور نقائص سے پاک ہے۔ اس میں سوز و گداز ہے، فن کا کمال ہے اور سب سے بڑی بات یہ کہ خلوص ہے۔ کسی محتاج اور غریب کی حالت دیکھ کر دِل بھر آتا اور حتی الامکان اُن کی تکلیفوں کو دُور کرنے کی کوشش کرتے۔

اُن کے تقوےٰ کا ایک واقعہ میں نے اپنے والدِ مرحوم میر غلام مصطفےٰ صاحب نازکیؔ سے سُنا ہے۔ وہ فرماتے تھے۔ ایک روز میں ماتری گام سے بانڈی پورہ کی طرف آ رہا تھا۔ سنز وانی سے آجر تک دو میل کا راستہ گرمیوں میں بہت طویل ہو جاتا ہے، کیونکہ اس دو میل میں کہیں کوئی سایہ دار درخت

نہیں تھا۔ والدِ مرحوم نے فرمایا۔ ہار ساون کے دِن تھے اور دوپہر کے وقت میں ماتری گام سے آ رہا تھا، عین اس دو میل کے درمیان دیکھا کہ نادم بانڈی پور کی طرف سے آ رہے ہیں۔ ضعیف العمر تھے اور والد صاحب کو انہیں اس گرمی میں دوپہر کے وقت چلتے دیکھ کر بڑا اچنبھا ہوا۔ علیک سلیک کے بعد اُنہوں نے پُوچھا کہ اس وقت گھر سے نکلنے کا مقصد کیا ہے۔ نادم پریشان سے ہو رہے تھے۔ وہیں ایک ندی بہہ رہی تھی۔ والد صاحب کو اس ندی کے کنارے لے گئے اور بڑے رازدارانہ لہجے میں فرمایا کہ بھائی میں ایک عجیب مصیبت میں گرفتار ہو گیا ہوں۔ تم سے کہتا ہوں، شاید تو میری کوئی مدد کر سکے! فرمایا کہ کل رات ماتری گام سے ایک شخص آیا اور اصرار کیا کہ میں اُس کی بیمار ماں کو دیکھ لوں۔ اُس کو مجبور پا کر میں گیا اور اُس کی ماں کو دیکھا۔ مجھے معلوم ہوا کہ وہ چند گھنٹوں کی مہمان ہے۔ میں نے اُسے تسلی دی اور اُس سے کہا کہ معاملہ خدائے بزرگ و برتر کے سپرد کرو۔ وہ زندوں کو مارنے والا اور مُردوں کو جلانے والا ہے۔ وہاں سے نکلتے وقت وہ مجھے آٹھ آنے پیسے دے گیا۔ میں نے لینے سے انکار کیا مگر اُس نے جبراً وہ آٹھ آنے میری جیب میں ڈال دئے اور میں چلا آیا۔ آج صبح معلوم ہوا کہ مریضہ چل بسی ہے۔ اب اُس آدمی کو وہ آٹھ آنے واپس دینے جا رہا ہوں، لیکن کل سے اس پریشانی میں گرفتار ہوں کہ کل شام سے ایک آدمی کے آٹھ آنے میرے پاس بلا وجہ رہے۔ اس کا کیا جواب دوں؟ کیا مجھ سے

اس کے لئے باز پرس ہوگی؟ میرے والد صاحب جب یہ واقعہ بیان کرتے تو اشک بار ہو جاتے اور کہتے کہ میں دیر تک نادم کو دیکھتا رہا اور سوچتا رہا کہ دُنیا ابھی اسی لئے قائم ہے کہ اس میں نادم ایسے لوگ بھی موجود ہیں۔

سو بجی رہے ہیں ابھی کچھ اگلے زمانے والے

اسی ایک واقعہ سے نادم کے سارے کردار کو جانچا جا سکتا ہے اور اسی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اس آدمی کا سلوک اپنوں سے کیا ہوگا اور بیگانوں سے کیا۔ دوستوں کے ساتھ اس کا برتاؤ کیا ہوگا اور دُشمنوں کے ساتھ کیا؟

اولاد کے معاملے میں نادم زیادہ خوش نصیب نہیں تھے۔ اُن کا ایک فرزند نجم الدین تھا۔ وہ اگرچہ عام انسانوں کے معیار سے بزرگ اور خدادوست تھا، مگر نادم کے پاس زہد وتقوے، احتیاط اور پرہیزگاری کی جو کسوٹی تھی اُس پر پُورا نہ اُتر سکا۔ اس لئے باپ بیٹوں میں نباہ نہ ہو سکا۔ تعلیم و تربیت حاصل کرنے کے بعد نادم بانڈی پور سے چلے آئے تھے اور ادم پورہ بڈگام کے پاس ایک گاؤں بٹہ ہار میں سکونت اختیار کی تھی۔ آخری عمر میں واپس گامرو بانڈی پورہ آئے تھے مگر اُن کا اہل وعیال بٹہ ہار ہی میں رہا اور اُن کا فرزند نجم الدین بھی وہاں رہتا رہا۔ بٹہ ہار ادم پورہ سے ایک دفعہ میرے والد بزرگوار کے نام خط لکھا۔ وہ ہمارے کاغذوں میں آج سے دس بارہ برس پہلے تک محفوظ تھا۔ اُس کا پہلا جملہ مجھے اب تک یاد ہے ––– "نوُر الابصار، سمک الغفار، پسر ناہنجار، خلفِ بدکردار، نجم دُم دار، دیروز بوقتِ نصف النہار واردِ

بٹہ ہار گردید۔" اس سے اُن کی اس ذہنی تلخی کا اندازہ ہوتا ہے جو ان کو اپنے بیٹے کے خلاف تھی۔ خدا بخشے نجم الدین صاحب بھی چند برس ہوئے اللہ سے جا ملے۔ اُن کی تین بیٹیاں تھیں۔ ایک بانڈی پورہ میں ایک اچھے بزرگ غلام مصطفٰے صاحب حقانی کے ساتھ بیاہی گئی تھیں۔ دوسری کا عقد بانڈی پورہ کی جامع مسجد کے امام پیر بہاؤ الدین صاحب مرحوم کے ساتھ ہوا تھا۔ اور تیسری بیٹی مولوی عبد العزیز[1] صاحب کی رفیقہ حیات تھیں۔ مولوی عبد العزیز صاحب آج کل جامع مسجد بانڈی پورہ کے امام ہیں۔ نادمؔ کی دو بیٹیوں کی اولاد ابھی تک بقیدِ حیات ہے۔ تیسری بیٹی کی کوئی اولاد زندہ نہ رہ سکی۔

تاریخ ولادت کے بارے میں کوئی بات وثوق سے نہیں کہی جا سکتی، البتہ اُن کے قریب بیٹھنے والوں نے کہا ہے کہ وہ ۱۲۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ اُن کی وفات ۱۳۲۹ھ میں ہوئی۔ والدِ مرحوم نے ان کی تاریخ وفات یوں لکھی تھی ؎

اے دریغا سروِ بستانِ رشد جائے کردہ از قضا زیرِ لحد

گفت ملہم سالِ وصلِ آں ہمام نعت خوانِ احمدی عبدِ احد

۱۳۲۹ھ

اس حساب سے نادمؔ کم و بیش ۷۱ سال زندہ رہے جو اُس زمانے کے معیار سے زیادہ نہ تھا۔ کیونکہ اُس دور میں لوگ سادہ زندگی بسر کرتے، جفاکشی سے کام لیتے اور دیر تک زندہ رہتے۔ بہرحال اتنا تو مسلّم ہے کہ نادمؔ عمرِ طبعی کو پہنچے اور اطمینان سے جان جاں آفریں کے حوالے کی۔

[1] مولوی عبد العزیز صاحب بھی انتقال فرما گئے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون

آخری ایام میں اُن پر مجذوبیت کا عالم طاری تھا اور کوتاہ بینوں نے حکم دیا تھا کہ اُن کا دماغ کام نہیں کر رہا۔ مگر کون جانتا ہے کہ یہ شخص جس کے دِل میں عشقِ محمدی کا کوہِ آتش فشاں دہک رہا تھا، کیا دیکھ چکا تھا، کیا سُن رہا تھا اور کیا کہہ رہا تھا۔ کم نظر لوگ کیا دیکھیں اور کیا سمجھیں۔ کم ظرف انسان کیا جانیں، عشق کے متوالوں کی زبان عام لوگوں کی زبان نہیں ہوتی۔ اُن کی نگاہ ہُما شُما کی نگاہ نہیں ہوتی۔

نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

جب سفرِ آخرت کی تیاری ہونے لگی تو اکثر اشک بار رہتے اور جس وقت جان اپنے مالک کے حوالے کی اُس وقت بھی زبان پر محمدؐ ہی کا نام تھا۔ اُس آقا نے اُس کا ہاتھ نہ چھوڑا تھا جس آقا کا نام لیتے لیتے نادم کی ساری عمر گذری تھی۔ مجھ سے یہ واقعہ مُستند لوگوں نے بیان کیا ہے کہ مرنے سے کئی گھنٹے پہلے نادم روتے جلتے تھے اور اپنی ایک مشہور نعت کے یہ دو بند پڑھتے جاتے تھے

قبرے منزلہِ یان یوساوس۔ خبرے واتیمؑ سوُبی غم خوار را
رٹمَسے دامن اتھِ کیتھ تراوس، واوس اتھِ ونہ ناوس زار

تتہِ کیاہ کرہ عرصاتکِس تاوس، پردٕہ نَے تھاوِیمؑ چھُس عیب دار
رسوا گژھ تُو کھ تلنم ٹاوس، داوس اتھِ ونہ ناوس زار

اللہ اس مردِ مومن کا درجہ بلند کرے!

ناؔدم کی شاعری

ناؔدم کی شاعری کا میدان نعت ہے، یہ بات ذرا بھی مبالغہ آمیز نہیں کہ عربی میں بوصیری رحؒ فارسی میں جاؔمی اور اقباؔل اور کشمیری میں ناؔدم کم و بیش ہم پلّہ ہیں۔ ناؔدم کی شاعری کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے :-

(۱) نعت

(۲) مناجات

(۳) شہر آشوب

مناجات ناؔدم نے ایک لکھی ہے۔ نعت میں ایک تو پچاس کے قریب نعتیں ہیں، پھر ایک شمایلِ نبوی ہے اور جاؔمی رحؒ کی مشہور نعت زمہجوری برآمد جانِ عالم پر ایک دِل کش تضمین ہے۔ شہر آشوب میں اپنے زمانے کے حالات لکھے ہیں اور اپنے سملج کا پوسٹ مارٹم کیا ہے۔

ناؔدم کی شاعری کی ابتدا بھی نعت سے ہوئی اور انجام بھی اسی پر ہوا۔ اس لئے یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ ناؔدم کو صرف نعت خوانوں کی صف میں رکھا جائے اور بس، اُن کی شاعری کی ابتدا اُس وقت ہوئی جب وہ بارہ تیرہ سال کی عمر کے

تھے۔ اُن کی آنکھیں دُکھ رہی تھیں اور وہ ایک اندھیرے کمرے میں بیٹھے درد کی شدّت کو بہلا رہے تھے، پڑوس میں کسی کے ہاں شادی تھی اور عورتیں وہاں "ونہ وُن" گا رہی تھیں۔ نادم اسے سُنتا جا رہا تھا۔ "ونہ وُن" کی دِل کشی میں کلام نہیں۔ نادم کے پہلو میں ایک شاعر کا دِل تھا، متاثر ہوا۔ ساتھ ساتھ درد کی تلخی تھی۔ دونوں چیزیں مِلیں، دونوں کے امتزاج نے ایک لطیف کیفیت پیدا کی اور پہلی نعت نادم نے اسی حالت میں لکھی اور اسی لَے میں لکھی، جس میں "ونہ وُن" گایا جاتا ہے۔ اس نعت کا پہلا بند یہ ہے:-

عربی شاہا، مدنی ماہا　　اسہِ گوڑھ گژِمنز گاہا چون

ماہا تعریف چھو نُوی طاہا　　اسہِ گوڑھ گژِمنز گاہا چون

یہاں ایک دو باتیں تفصیل طلب ہیں، اوّل یہ کہ نادم نے اپنی نعتوں کی لَے "ونہ وُن" پر رکھ دی۔ اس کا کیا سبب ہو سکتا ہے۔ پہلا واضح اور بدیہی سبب تو یہ ہے کہ "ونہ وُن" میں عام طور پر فضول اور بے معنی چیزیں گائی جاتی ہیں۔ نادم نے چاہا کہ اس کی جگہ وہ ایک ایسی چیز تخلیق کریں جو ایک طرف سے تفریح کا سامان بن سکے اور دوسری طرف سے تطہیر کے اسباب بھی پیدا کرے دوسرا سبب یہ ہے کہ نادم فطرت شناس تھا۔ وہ عورت کی قوّت کا اندازہ کر چکا تھا۔ اُسے معلوم تھا عورت فطرت کا حسین ترین شاہکار ہے۔ عورت کی آواز کے سامنے فولاد موم ہو جاتا ہے۔ اگر عورت کی اس آواز کو صحیح راستہ دِکھایا جائے تو وہ قوم کی تقدیر بدل سکتی ہے۔ نادم کو وہ واقعہ یاد آیا جب

عمر بن الخطاب رسولِ برحق ﷺ کو قتل کرنے کا مصمم ارادہ کر کے گھر سے نکلے۔ راستے میں کسی نے پوچھا۔ کہاں جا رہے ہو؟ تو بولے۔ محمد ﷺ کو قتل کرنے جا رہا ہوں۔ وہ شخص ہنسا۔ عمر سمجھے کہ اس کی توہین کی گئی ہے، اُس کی شجاعت کی تذلیل ہو گئی ہے۔ تلوار نکال کر طنزیہ ہنسی ہنسنے والے سے سبب پوچھا۔ وہ بولے "عمر! مجھے تمہاری شجاعت اور دلیری میں کلام نہیں، مگر محمد ﷺ کو قتل کرنے سے پہلے تمہیں اپنے گھر کی خبر بھی تو لینی چاہیئے۔ کیا تم نہیں جانتے کہ تمہاری بہن اور تمہارا بہنوئی دونوں محمد ﷺ پر ایمان لے آئے ہیں" عمر کھسیانے ہوئے۔ محمد ﷺ کے قتل کے ارادے سے پہلے اپنے بہنوئی اور اپنی بہن سے نمٹنے کا فیصلہ کیا اور سیدھے وہیں کا رُخ کیا۔ وہاں پہنچے تو اُن کی بہن کلام اللہ کی تلاوت میں مصروف تھیں۔ عمر کے کان میں بہن کی آواز آئی۔ وہ پڑھ رہی تھیں —— لہٗ ما فی السمٰوٰتِ وما فی الارضِ وما بینھما وما تحت الثریٰ۔ عمر بھونچکا رہ گیا۔ مگر اس کے باوجود اندر گیا۔ بہن نے قرآن کی آیات کو چھپایا۔ عمر نے بہن اور بہنوئی دونوں کو زخمی کر دیا۔ آخر بہن نے پیش کش کی کہ بھیا! تشدد سے باز آؤ۔ عقل سے کام لو۔ ہم جس چیز کو کلامِ الٰہی سمجھتے ہیں، تم اسے سُنو۔ اگر تمہارا دِل گواہی دے کہ یہ خُدا کا کلام ہے تو ایمان لاؤ، نہیں تو جو جی میں آئے، کر گذرو۔ عمر مان گئے۔ بہن نے سُورہ طٰہٰ کی تلاوت شروع کی۔ عمر پر رقت طاری ہو گئی۔ تن بدن کا ہوش نہ رہا۔ اور کلامِ الٰہی کی صداقت نے اُن کو بے حال کر دیا، خاص کر جب کہ یہ کلام الٰہی

خدا کی حسین ترین مخلوق یعنے عورت کی زبان سے تلاوت ہو رہا تھا۔ اقبال نے عورت سے خطاب کرتے ہوئے کیا اچھا لکھا ہے ؎

زِ شام ما بروں آور سحر را بہ قرآں باز خواں اہلِ نظر را
تو می دانی کہ سوزِ قرأتِ تو دگر گوں کرد تقدیرِ عمر را

نادم جس وقت آشوبِ چشم میں گرفتار تھے تو عورت کی حسین آواز اُن کے دِل کی تاروں کو ہلا رہی تھی۔ انہیں اندازہ ہو رہا تھا کہ عورت کی آواز میں کتنا جادُو ہے، کتنی طاقت ہے اور کتنی کشش ہے۔ اُنہیں عمر اور اُن کی بہن کی تلاوت کا واقعہ یاد آیا۔ اُنہوں نے فیصلہ کیا کہ وہ عورت کی آواز سے وُہی کام لیں گے جو واعظوں کے وعظ، مولود خوانوں کی نعت خوانی اور پیروں کی نصیحت سے نہیں ہو سکتا۔ مجھے یقین ہے کہ نادم نے جس وقت یہ لِکھا ؎

ماہا تعریف چو تُوئی طاہا

اُن کے ذہن پر عمر رضی اللہ عنہٗ اور اُن کی بہن کی تلاوت کا واقعہ مرتسم تھا اور اسی وجہ سے نعت کے پہلے ہی بند میں اُس سورۂ طاہا کا ذکر آیا جس کی تلاوت عمر رضؓ کی بہن نے کی تھی اور جس نے عمر رضؓ کی تقدیر کو بدل کر رکھ دیا تھا۔

یہ سبب ہے کہ نادم نے نعت لِکھنا شروع کیا اور نعت کی وہ ہیئت انتخاب کی جو عورتوں کو مرغوب ہے، جو عورتیں گا سکتی ہیں، شادی بیاہ کے موقعوں پر اپنے زمزموں سے عشقِ رسُول کا تابناک ماحول پیدا کر سکتی ہیں۔ سوائے ایک تضمین اور شمائل شریف کے، جو مثنوی کے انداز میں لکھی گئی ہیں، نادم کے نعتوں

کی ہیئت وہی ہے جو کشمیری "دٕنہٕ وُن" کی ہے اور اس میں جو رازہ کارفرما تھا، اُس پر ابھی تفصیل سے روشنی ڈالی جا چکی ہے۔

اب ایک نظر نادم کے محاسنِ شعری پر بھی ڈال دیجیے۔ زبان جو نادم نے استعمال کی ہے وہ عام فہم ہے، سلیس ہے اور بالعموم وہی ہے جو عورتیں استعمال کرتی ہیں۔ ہر زبان میں یہ خصوصیت ہے کہ عورتوں کی زبان دِل کش ہوتی ہے۔ کشمیری زبان بھی اس سے خالی نہیں۔ آپ خود اندازہ فرمائیں جس وقت نادم خالص عورتوں کی منجھی اور ڈھلی زبان میں لغت کا یہ بند لکھیں تو دِل پر کیا گذرتی ہے

گُلمکہٕ آگرہٕ عٔلمکہٕ سیر ییے — بانن آباہ بٔرِ ہی توسے

اُمتس پتہٕ وتھ روزہٕ سوی ترِ ییے — ژٔریے درودہٕ پٔری توسے

(سکھیو! آؤ کلمہ طیبہ کے منبع سے نِکلے ہوئے علم کے چشمے پر جائیں وہاں اپنے گھڑوں میں پانی بھریں (اسے پئیں اور پلائیں) اس پانی سے رسول کریمؐ کی ساری اُمت رہتی دُنیا تک سیراب رہے گی۔ آؤ سکھیو! رسولؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں)

عورتوں ہی کی زبان میں ایک اور لطیف بند ملاحظہ فرمائیے ؎

یا رسولؐ اسہِ گیہٕ چانی منہٕ کامن — رٕوٹ چون دامن بوزسانی زار

صلوات سوزوی صُبحن تہٕ شامن — رٕوٹ چون دامن بوزسانی زار

(یا رسولؐ! ہم آپ کی وجہ سے پریشان ہو رہی ہیں، ہمارا دِل آرزو سے

لبریز ہے۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عجز و زاری سُن لیجئے۔ ہم آپ پر صبح و شام درود بھیجتی ہیں، ہماری عجز و زاری سُن لیجئے۔)

مجھے اعتراف ہے کہ میں کشمیری زبان کے اس حسین لفظ "منہِ کامن" کا ترجمہ نہیں کر سکا ہوں، اسے صرف محسوس کیا جا سکتا ہے۔

نادم کے کلام میں اکثر جگہ ترصیع کی صنعت پائی جاتی ہے، مثال دیکھئے:

اسہِ گے اندری نارہ تُیتیے ‏ ‏ ‏ بسہِ نار اسہِ ترٛووسہِ بے آری

لسہِ کتہِ لیس آسہِ بے مروتیے ‏ ‏ ‏ مدنی مارہ مُتیے ماری

الفاظ کی دِل نشینی اور رعایت دیکھئے، اس کے باوجود یہ بات بھی ذہن میں رکھیئے کہ روانی کا ایک دریا بہہ رہا ہے۔ کہیں بھی یہ گمان نہیں ہو رہا کہ شاعر کو الفاظ ڈھونڈنے میں کسی دِقت کا سامنا کرنا پڑا ہے یا کاوِش سے کام لیا گیا ہے۔ اسی نعت کا ایک اور بند ملاحظہ فرمایئے ؎

کمہِ وتہِ رَد ترٛووسرو قامُتیے ‏ ‏ ‏ گرٛاین پتہ پتہ لگہِ ہوس پاری

ژھاین ترِ کرہِ ہوس نالہ مُتیے ‏ ‏ ‏ مدنی مارہ مُتیے ماری

فرمایئے اس بندھ کو پڑھ چکنے کے بعد آپ کے دِل پر کیا گذری ہے؟

(اُس میرے سرو قامت محبوب کا گذر کہاں سے ہوا، معلوم ہو جاتا تو ہم اُس کی چال پر قربان ہو جاتے اور اُس کے سایے سے گلے مِل لیتے۔ مدنی محبوب نے ہمیں مار ڈالا ہے)

ایک مسلسل نعت میں نادم نے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام

انبیائے سلف کا باہمی تعلق بیان کیا ہے اور اس خوبصورتی کے ساتھ لکھا ہے کہ اس نعت کو ایک دفعہ پڑھنے کے بعد حافظے میں جم کر رکھا جا سکتا ہے۔ اس کو پڑھ کر معلوم ہو جاتا ہے کہ ناؔدم نے قافیہ پیمائی نہیں کی ہے بلکہ مضامین کی آمد نے خود قوافی اور مُناسب الفاظ کو دعوت دی ہے کہ وہ آئیں اور اپنی اپنی جگہ پہ بیٹھ جائیں، مُلاحظہ ہوں اس نعت کے چند بند :۔

نوٗرہ چانہِ آدم اوس تابانہٕ سجدہ اَدٕہ دِووٕنس باتکرار
کوٗرنہٕ اِبلیسن تہٕ گوٚو ویرانہٕ شاہِ خوٗبانہٕ ہاو دید ار

(آپ کے نوُر سے آدم علیہ السلام کی جبین تابناک تھی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کی مشیّت نے آدم کے سامنے فرشتوں کو سر بہ سجود ہونے کا حکم دیا۔ ابلیس نے انکار کیا اور برباد ہوا۔ اے محبُوبوں کے بادشاہ! ہمیں اپنے دیدار سے سرافراز کر)

نوٗحؑ اوس چھِ نوٗحی کشتی بانہٕ لیُشتہ چانہِ لوٚب تمیٚ صد رس تار
بوٚڈٕ ٹوٚگ دادِہ کاڑہ تمہِ طوٗفانہٕ شاہِ خوٗبانہٕ ہاو دید ار

(نوُح علیہ السلام اُس کشتی کے ملاح تھے جس کا رُخ آپ کی طرف تھا۔ آپ کی حمایت سے وہ طوفانی طمانچوں سے بچ کر نکلے اور ساحلِ مُراد پہ لنگر انداز ہوئے۔ اے محبُوبوں کے بادشاہ ہمیں اپنے دیدار سے سرافراز کر!)

اس نعت کے تمام بند اسی طرح کے ہیں۔ (۳۱) کتاب کے آخر میں اس

کے چند اور بند اور اُن کا ترجمہ شامل کیا جا رہا ہے۔

معنی آفرینی اور استدلال کے معاملے میں بھی نادمؔ لاجواب شاعر ہے۔ وہ حیاتِ نبوی کے قائل ہیں۔ حضورؐ کے انتقالِ ظاہری کو ایک حجاب اور پردہ سمجھتے ہیں اور اپنے اس دعوے کی تائید میں دلیل پیش کرتے ہیں، ملاحظہ ہو:۔

اَدّبرہ تلُٔ آفتاب میتھ آسانی فاش نہ تہ گاش چھُس پیدا وار
سُہ چھُ تیوتھ پیدا بنیہِ پنہانی سُہ چھُ لاثانی بانی کار

(بادلوں کے نیچے سورج چھپ جاتا ہے۔ اُس کا وجود ہماری آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے۔ مگر کیا اُس کی روشنی موجود نہیں رہتی۔ یہی حال نورِ نبوّت کا ہے جو اگرچہ فاش نہیں مگر اُس کا نور ہر جگہ جلوہ پاش ہے)

ایک مضبوط اور مستحکم دلیل کو دیکھئے، کس کمالِ فن اور ہنرمندی کے ساتھ ایک چھوٹے سے بند میں پیش کر دیا ہے۔

نادمؔ کی سب سے زیادہ دلچسپ خصوصیت اُن کا خلوص ہے۔ اُس نے جو کچھ لکھا ہے اُس میں ریاکاری نہیں اور یہی وجہ ہے کہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی جلالی شان کی طرف نادمؔ کی نظر کم گئی ہے اور اُن کے حُسن و جمال کے پہلو نے اس کو مسحور کر دیا ہے۔ وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا محبوب سمجھتا ہے اور اپنے اس محبوب کے لئے وہ نام تلاش کرتا ہے جن سے اپنایت (INTIMACY) ٹپکتی ہے۔ چند نام جو

اُس نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے تجویز کئے ہیں، یہ ہیں :- ملک ٹوٹھ مدنی لالہ، مدنی مارہ موّت، شاہِ خوبانہ وغیرہ۔

نادم کی دوسری چیز اُن کی ایک مناجات ہے۔ اس میں اُس نے اپنی عبودیت اور خدائے بزرگ و برتر کی ربوبیت کا اقرار دِل نشین انداز میں کیا ہے اور جس طرح ایک نیاز مند دِل کو اپنا حال بیان کرنا چاہیئے اُس کا حق ادا کر دیا ہے۔ اندازِ بیان وہی صاف شستہ، دِل نشین اور دِلاویز ہے۔ الفاظ کے انتخاب میں بڑی چابک دستی سے کام لیا گیا ہے۔ اس مناجات کے چند اشعار بھی سُن لیجیے ؎

پھولیٖم نا دِلٕ بلیٖم نا بے قراری ڈلیٖم نا غم، ژلیٖم نا شرمساری

خبر رُوزمنہ کرکستام گیوٚلم پرس گیوٚلم گرس تی تانی میوٚلم

بوٚ کوٚرنس مارہ یمیٚ نفسِ امارن بچھت بوٚ ترٛ و دنس اُمی شہمارن

سوٗہ سوہی لچِھم پانس یِہ کیاہ گوم ڈچھم ہُنیاد نادانس یِہ کیاہ گوم

ژنڈن ترأ دِ تھ میٚہ رُوزم ار کھوٚرک باغ نہ چھُم توٚے برجانٕ دِل داغ

نادم کی تیسری تصنیف اُن کا وہ شاہکار شہر آشوب ہے جس میں اُنھوں نے اپنے زمانے کے معاشرے کا جائزہ لیا ہے۔ نادم کا زمانہ کشمیر کی غلامی کے عروج کا زمانہ تھا۔ غلامی کے جو خصائص ہوا کرتے ہیں اُن کی کشمیر میں کمی نہ تھی۔ معاشرہ مجذوم و مبروص ہوا تھا۔ جھوٹ، فریب، دغا، ریاکاری اور چھل کپٹ نے قوم کے افراد کو ڈس لیا تھا اور ساری قوم ناکارہ اور

معطل ہو کر رہ گئی تھی۔ نادم اس قسم کے شاعر نہ تھے جنہوں نے ایک فرضی دُنیا قائم کی ہوتی ہے، جو واقعات کی دُنیا میں رہنا نہیں چاہتے۔ جو تخیلات کی دُنیا میں اپنی جنت تلاش کرتے اور عمل سے غافل ہونے کا جواز ڈھونڈ نکلتے ہیں۔ نادم اسی کرۂ ارض کے رہنے والے تھے۔ ایک حساس دِل اور دُور رس نگاہ رکھتے تھے۔ چنانچہ اپنے ماحول اور اپنے گردو پیش سے وہ متاثر ہوئے۔ دِل نے جو تاثر قبول کیا اُسے ایک شہر آشوب کی صورت میں قلم بند کر لیا۔ اُنہوں نے دیکھا کہ جاگیر دارانہ نظام نے استحصالی عناصر کو جنم دیا ہے اور یہ عناصر سینکڑوں بھیس بدل کر سامنے آتے ہیں۔ مُلا، واعظ، حاکم، پیر، سوداگر، سُود خوار ایک ہی تھیلے کے چٹے بٹے ہیں اور ایک ہی جاگیر دارانہ نظام کی پیداوار۔ نادم نے جو شہر آشوب لکھا وہ اپنے سماج کے خلاف ایک خوف ناک چیخ ہے اور کہیں کہیں یہ چیخ اتنی تلخ ہو گئی ہے کہ ایسا نظر آتا ہے جیسے نادم کو اسلوب بیان پر قدرت نہ رہی اور وہ ایسے الفاظ کہہ گئے جو اُن کی شان کے شایان نہ تھے۔ مُلاؤں کے بارے میں نادم نے اپنے شہر آشوب میں اسی طرح کا انداز اختیار کیا ہے۔ اس شہر آشوب کے چند بند بھی اس کتاب کے آخری حصے میں ملاحظہ فرمائیے۔ جہاں ان کا اُردو ترجمہ بھی شامل ہوگا۔

نادم کی چوتھی تصنیف شمائلِ نبوی اور ایک نعت ہے جو جامی علیہ الرحمہ کی مشہور نعت کی تضمین ہے۔

شمائل شریف میں نادمؔ نے اپنی کوتاہیوں کا اعتراف کیا ہے اور کہا ہے

سو بڈاہ سُترہ کون ہیتھ آمژ   پچھ خریدار یوسفس ڈرامژ

دِیوت میہ سوی دخل خوش بیانس منز   یُتھ ہیتم ناو نعت خوانن منز

(ایک بڑھیا سوت کی انٹیاں لے کر آئی۔ لوگوں نے کہا کہاں جا رہی ہو۔ بولی یوسفِ مصری بِک رہا ہے۔ میں یہ سرمایہ لے کر جا رہی ہوں۔ لوگ ہنسے۔ تو وہ بولی! میں جانتی ہوں، یوسف کی قیمت کیا ہے۔ مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ میرے سرمایہ کی بساط کیا ہے۔ لیکن کیا اس طرح میں خریدارانِ یوسف کی فہرست میں شامل نہیں ہوتی؟ یہی حال میرا ہے۔ میں نے بھی خوش بیانوں کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑا تاکہ میں بھی نعتِ رسول لکھنے والوں میں شمار کیا جاسکوں"۔

نہ صرف یہ کہ شمائل شریف میں نادمؔ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جسدِ مبارک کی جزئیات اور تفصیلات بڑی کاوش سے لکھی ہیں بلکہ حضورؐ کے عادات و اطوار، معجزات اور سیرت کے اکثر پہلوؤں کو نادمؔ نے بڑے دلاویز انداز میں پیش کیا ہے۔ شمائل شریف کے کچھ حصے اور نعت کے کچھ حصے بھی اس کتاب کے آخر میں ترجمہ کے ساتھ دئے جا رہے ہیں تاکہ پڑھنے والوں کو اندازہ ہوسکے کہ نادمؔ نے شمائل نبوی لکھتے وقت کس احتیاط اور ہوش مندی سے کام لیا ہے۔ ایسا نہ ہو خدانخواستہ کوئی غلط بات حضورؐ کے ساتھ منسوب ہوجائے!

شمائل شریف کے آخر میں نادمؔ نے التجا بجناب رسالت مآب کے

عنوان سے ۲۹ شعروں کی ایک نعت مثنوی کے انداز میں لکھی ہے جس کا ہر شعر تیر و نشتر کا کام کر رہا ہے اور مصنف کے اُس دِل کا پتہ دے رہا ہے جس کو عشقِ نبوی کی آگ نے آتشکدہ بنا دیا تھا۔

شمائل شریف کی تاریخ بھی مصنف نے خود لکھی ہے :۔

حمد بے حد خدائے برحق را | کہ بمن داد عز و رونق را
آنکہ کردم بیاں شمائلِ خاص | از سراپا رسول اشفق را
سال نظمش نوشت شارح عقل | شرح آں حسن قدر الحق را

اس حساب سے شمائل نبوی نادم نے ۱۳۲۲ ھجری میں لکھا۔ اس کے بعد وہ کم و بیش سات سال زندہ رہے اور ۱۳۲۹ھ میں اُس رحمتِ تمام سے جا ملے جس کے گُن اُس نے ساری عُمر گائے، جس کے سرمدی نغموں سے کشمیر کی سرزمین آج بھی نغمہ زار ہے

خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

نعت

مدنی مطلعہ ماہِ تابانہ	اے چودھویں کے چاند جو مدینہ کے اُفق سے
شاہِ خُوبانہ ہاو دیدار	طلوع ہوا، اے محبُوبوں کے بادشاہ، مجھے
قرشی مرسلہ، عربی خوانہ	اپنے دیدار سے سرافراز کر۔ اے قریشی
شاہِ خُوبانہ ہاو دیدار	مُرسل، اے عربی خواں پیغمبر! اے محبُوبوں
	کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

نوُرہ چانہِ آدم اوس تابانہ
سجدہ آدہ دِیاونس باتکرار
کوٗر نہ ابلیسن تہٕ گو ویرانہ
شاہِ خُوبانہ ہاو دیدار

آدم علیہ السلام کی جبین آپ کے نوُر سے تابناک تھی۔ اسی لئے اللہ تعالٰی کی مشیت نے آدم کے سامنے فرشتوں کو سر بسجود ہونے کا حکم دیا۔ ابلیس نے ایسا کرنے سے انکار کیا اور برباد ہوا۔ اے محبُوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

نوٗح اوس چونٗوی کشتی بانہ
لُشتہ چانہِ لوٗب تمی صدرس تارہ

بوٗڈ لوٗگ وارہ کارہ تمہِ طوفانہ

شاہِ خوبانہ ہاو دِیدار

نوح علیہ السلام اُس کشتی کے ملاح تھے جس کا رُخ آپ کی طرف تھا۔ آپ کی حمایت سے وہ طوفان کے طمانچوں سے صحیح و سالم ساحلِ مُراد پر لنگر انداز ہوا۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

ابراہیمس چھانہِ نوٗرانہٕ

نارِ نمرودس گوس گلزار

فرزند کوٗرنے ژِہی قرٗبانہٕ

شاہِ خوبانہ ہاو دِیدار

ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی بھی آپ ہی کے نوٗر سے مُنوّر تھی، اس لئے نمرود کی آگ اُس کے لئے گلزار بن گئی۔ ابراہیمؑ نے اپنے عزیز فرزند کو آپ ہی کے نام پر قربان کیا تھا۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

شاہِ یوٗسف سوی ماہِ کنعانہ

لیہس درشُن اکھ سمسار

خرمنہ چانہِ منزہ اوس اکھ دانہ

شاہِ خوبانہ ہاو دیدار

حضرت یوسف علیہ السلام، جو ماہِ کنعان کے نام سے مشہور ہیں، جن

کی ایک جھلک کی قیمت ایک پوری دُنیا تھی، وہ بھی حضور کے خرمن حُسن وجمال میں ایک دانے سے زیادہ وُقعت نہ رکھتے تھے۔ اے محبُوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

چوب دار چون اوس ابنِ عمرانہ
عاصہ اَدہ سیدُس خاصہ شہمار
یدِ بیضا چھُس چون بُرہانہ
شاہِ خوبانہ ہاو دیدار

موسیٰ ابن عمران علیہ السلام آپ کے نقیب اور چوبدار تھے۔ اسی لئے عصائے موسوی میں یہ اہلیت تھی کہ وہ اژدہا بن سکتا تھا۔ موسےٰ کے پاس یدِ بیضا کا معجزہ بھی آپ ہی کا برہان تھا۔ اے محبُوبوں کے بادشاہ! مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

عیسیٰ بہ وُنہہ ییتھ برٛتھ دُراو پانہ
سپدُوی پیرو تہ تابع دار
دین چون پالہ یلہ وسہ اسمانہ
شاہِ خوُبانہ ہاو دیدار

مسیح علیہ السلام اگرچہ آپ سے پہلے آئے مگر خود پیچھے ہٹ گئے اور آپ کے پیرو اور تابع فرمان ہو گئے۔ وہ آسمان سے اُتریں گے تو آپ کے دین کی حمایت کریں گے۔ اے محبُوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

اس نعت میں آگے چل کر نادمؔ نے سراپائے رسولؐ کا دِل نشین نقشہ پیش کیا ہے اور جس طرح ایک عاشق زار اپنے محبوب کی ہر چال اور اس کے ہر نقش کو بڑے غور و فکر سے دیکھتا ہے مگر اس کا جی نہیں بھرتا اسی طرح نادمؔ نے سراپائے رسولؐ کی جزئیات کو بڑے دِل نشین انداز میں پیش کیا ہے :۔

حُسنُک تہٕ نازُک سرورِ وانہ
نوٗرُک شمشاد خوش رفتار
طوٗبےٰ قد چوان گیاہ شوٗبانہ
شاہِ خوٗبانہ ہاو دِیدار

اے حُسن و ناز کے سرورِ روان ! اے نوٗر سے بنے ہوئے خوش رفتار شمشاد، آپ کا قدِ طوٗبےٰ کتنا پیارا لگتا ہے۔ اے محبوبوں کے بادشاہ ! مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

سوٗرہٕ نوٗرُک رُت پیشانہٕ
ہفتچہٕ زوٗنہٕ خوتہٕ پرٗ انوار
ڈیکہٕ چون زہرہ در میزانہ
شاہِ خوٗبانہ ہاو دِیدار

آپ کی نوٗرانی جبین ! سُبحان اللہ جیسے سوٗرۂ نوٗر کا عنوان ہے، جیسے ہفتے کا چاند ہے، جیسے زہرہ برج میزان میں چمک رہا ہے۔ اے محبوٗبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

وُٹھ چائیں ور ٹِلی ارغوانہ
سو رنگی رنگ وِل نتہ گلنار
لعل نتہ یاقوت نتہ مرجانہ
شاہِ خوبانہ ہاو دِیدار

آپ کے لب نوشیں، جیسے سُرخ ارغوان! جیسے باغِ جنت کا حسین پھول، جیسے گلنار! یا جیسے لعل یا یاقوت یا مرجان! اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

دَند چائیں تابانہ نابد دانہ
دندہ مالہ چانہِ زان موختہ ہار
خندہ وِزِہ بندہ چھوی شکرستانہ
شاہِ خُوبانہ ہاو دیدار

آپ کے دندانِ مُبارک جیسے چمکتے ہوئے نبات کے ٹکڑے ہیں۔ آپ کے دانتوں کی قطاریں، جیسے موتیوں کی مالا ہے۔ آپ مُسکرا دیتے ہیں تو شکرستان آپ کا بندہ بنتا ہے۔ اے محبُوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

سراپائے رسول صؐ کے بعد درود وسلام حضرت رسولِ کریم صؐ پر، اُن کی اولاد اور اُن کے اصحاب پر بڑے دِل نشین انداز میں پیش کئے گئے ہیں اور پھر نیازمندانہ التجاؤں کا سلسلہ شروع ہوتا ہے۔

سخت آے چانہِ پیہ ژھہ سانہِ سُلطانہ
بخت سوان ژہی ژھک گژھتہ بیدار
رخت لاگ تتہ چھوٗی تخت پرٛارانہ
شاہِ خوٗبانہ ہاو دِیدار

اے سُلطانِ عالم! یارسول اللہ ﷺ ہم آپ کی دُوری سے بہت تنگ آگئے ہیں۔ آپ ہمارے بخت ہیں، اب تو جاگئے، لباس زیبِ تن فرمائیے اور یہ دیکھئے کہ تخت آپ کے مُبارک قدموں کا انتظار کر رہا ہے۔ اے محبُوبوں کے بادشاہ! مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

دِینہ بڈِہ رُودُک اسہِ نِہانہٕ
چھوٗی نہ ذرہ اِیوان سونوٗی آر
اِینہ پزِہ، اسہِ گے سینہٕ برِیانہ
شاہِ خوٗبانہٕ ہاو دِیدار

اے سردارِ دین! آپ نے اپنا رُوئے نازنین ہم سے چھُپالیا۔ کیا آپ کو ہم پر ذرا بھی رحم نہیں آتا۔ یہ تو نہیں چاہیئے، دیکھئے ہمارے سینے بریان ہو گئے ہیں۔ اے محبُوبوں کے بادشاہ! مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

ژہی ژھک رحمتُک ابرِ نیسانہ
سایہِ تھاو اَسہِ پیٹھ آے لاچارہ
تاوِ ژلہِ ساتھاہ ترٛاو بارانہٕ
شاہِ خوٗبانہٕ ہاو دِیدار

اے موسمِ بہاراں میں رحمت کی بارش برسانے والے! ہم تنگ آ گئے ہیں۔ اپنا سایۂ رحمت ہم پر بھی ڈالیئے۔ ہماری جلی کھیتیاں سرسبز ہوں گی۔ ابرِ رحمت سے بارش برسائیے۔ اے محبوبوں کے بادشاہ! مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

پایہِ بڈرہ اُمتکہِ سایی بانہ
چھپوَرے سارئیں چھ چھپنس وار
اَوڈ ہرِہ یوُن یوّڈ داما نہٖ
شاہِ خوُبانہٖ ہاو دیدار

اے عالی مرتبت سردار! اُمّت کے لئے آپ کا وجودِ ذی جود ایک سایہ ہے۔ اگر ساری اُمّت اس دامانِ رحمت میں پناہ لے تو وہ اس میں سما سکتی ہے۔ پھر بھی اس میں گنجائش باقی رہے گی۔ اے محبوبوں کے بادشاہ مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

چانہِ ینہٖ ژھیتہ گژھہ نارِ ہجرانہ
چانہِ ینہٖ بلہِ ہوی چانی بیمار
چانہِ ینہٖ دادیّن بنہِ درمانہٖ
شاہِ خوُبانہٖ ہاو دیدار

آپ کے آنے سے ہجر کی آگ بجھ جائے گی۔ آپ کے آنے سے آپ کے بیمار صحت یاب ہوں گے۔ آپ کے آنے سے بیماریوں کا علاج ہو گا۔ اے محبوبوں

کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

چانِہ ییِنہٕ رحمت وسہِ اسمانہٕ
چانِہ ییِنہٕ زحمت ژٔلہِ یک بار
چانِہ ییِنہٕ بنہٕ ہَن سٲنی سامانہ
شاہِ خوبانہٕ ہاو دِیدار

آپ کے آنے سے آسمان سے رحمت کا نزول ہوگا۔ آپ کے آنے سے زحمتیں کافور ہوں گی۔ آپ کے آنے سے ہم بے سامانوں کا سامان ہوگا۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

چانِہ ییِنہ شوٗب لبہِ دورِ دورانہٕ
چانِہ ییِنہ خوٗب گژھِ بییہِ سمسار
چانِہ ییِنہ عالمس داتہِ احسانہٕ
شاہِ خوٗبانہٕ ہاو دیدار

آپ کے آنے سے زمانے کی سج دھج دوبالا ہوگی۔ آپ کے آنے سے دُنیا کی خوبصورتی بڑھے گی۔ آپ کے آنے سے عالم پر احسان کے دروازے کھُلیں گے اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

چانِہ ییِنہٕ گلہ ہن خادِ ستانہٕ
چانِہ ییِنہ فولہ ہن گُل تہٕ گلزار
چانِہ ییِنہ تازہٕ گژھِ دین وایمانہٕ
شاہِ خوبانہ ہاو دیدار

آپ کے آنے سے خارستان تباہ ہوں گے۔ آپ کے آنے سے پھول اور چمن کھِل اُٹھیں گے۔ آپ کے آنے سے دین اور ایمان تازہ ہوگا۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

اسہ ہئیتہ اُمتس سیتی آلانہ
رحمتس گژھ ہو اُمید وار
نتہ گے یتہِ کیوٚ تتہِ حیرانہ
شاہِ خوٗبانہ ہاو دِیدار

یارسول اللہ! ہمیں بھی اپنی اُمّت کے ساتھ شامل دیکھیئے تاکہ ہم بھی اُمیدوارانِ رحمت میں شریک ہوسکیں۔ اگر ایسا نہ ہوا تو ہماری دُنیا بھی برباد ہوگی اور عاقبت بھی! اے محبُوبوں کے بادشاہ! مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

کرٕ ہی مے نہٕ اُولیٖن شعرن شانہ
بۄرٕ ہی مے نعتن ہندی طومار
پۄرٕ ہی مے تہ نادم چھُس پرارانہ
شاہِ خوبانہ ہاو دِیدار

یارسول اللہ میں نے آپ کے لئے باریک اشعار کو نکھارا۔ آپ کے لئے نعتوں کے طومار باندھے۔ آپ کی خدمت میں ہدیہ گذارا۔ اب میں نادم منتظر التفات ہوں۔ اے محبوبوں کے بادشاہ، مجھے اپنے دیدار سے سرافراز کر۔

نعت نمبر ٢

عربی شاہا، مدنی ماہا

اسہِ گوّڑھ گِڈہِ منزہ گاہا چون

بُھتِ اُسی وُچِہ ہوتھ پِترِ دِل خواہا

اسہِ گوّڑھ گِڈہِ منزہ گاہا چون

اے عرب کے بادشاہ! اے مدینے کے اُفق پر طلوع ہونے والے چاند! آ اور میری اندھیری رات میں اُجالا کر۔ اے ہمارے دِلوں کے محبوب! کیا ہم آپ کا روئے نازنین نہیں دیکھ سکتے؟ آ۔ اور ہماری اندھیری رات میں اُجالا کر۔

یِکھنا ازا اسہِ شبِ چار داہا

درہ زن دزہِ زُون ہیّئیہِ مندہ چھُن

گاہ چون ڈِیشتھ کرہِ واہ واہا

اسہِ گوّڑھ گِڈہِ منزہ گاہا چون

آج چودھویں کا چاند ہے، آپ تشریف لائیے۔ چودھویں کا چاند شرمندہ ہو کر ششدر رہ جائے گا۔ آپ کے پرتَو کو دیکھ کر وہ بھی واہ واہ کر اُٹھے گا۔ آ۔ اور ہماری اندھیری رات میں اُجالا کر۔

ہمت تھُز چھےَ عالی جاہا

اُمت پرِوِرہ! وندہ ہوی کرِیون

یِزِہ ما اسہِ گوکھ ترا آوِتھ ہاہا

اسہِ گوّڑھ گِڈہِ منزہ گاہا چون

اے عالی جاہ! آپ کی ہمت کتنی بلند ہے۔ اے اُمّت پرور! آپ پر ہم اور ہمارا خاندان نثار ہو۔ کیا یہ لازم ہے کہ آپ ہمیں بھول بیٹھیں؟ آ اور ہماری اندھیری رات میں اُجالا کر۔

اسِہ چھِے سھتھ جائی اُمید گاہا
پتہٕ وت ژٕرِی چھوی پٔتیرا وون
حاجت وہٕ نگ چھُہی نہ آگاہا
اسِہ گوژھ گٕنڈٕ منزہ گاہا چون

اے اُمید گاہِ عالم! ہمیں تو بس آپ کا بھروسہ ہے۔ یہاں وہاں ہم آپ کی ضمانت میں ہیں۔ ہم اپنی حاجات کیا بتائیں۔ آپ ہمارے حال سے خود واقف ہیں۔ آ، اور ہماری اندھیری رات میں اُجالا کر۔

آسے اُسی مُفلِس برتل شاہا
جاے سأنی یتہٕ کر پایا سون
داسے چھنہٕ بلیٖہ بنہٕ یژھ درگاہا
اسِہ گوژھ گٕنڈٕ منزہ گاہا چون

اے شہنشاہ! ہم آپ کے دروازے پر مُفلس ہیں۔ ہماری کوئی جگہ نہیں، ہمارا چارہ فرمائیے! ہمارا خیال نہیں کہ آپ کی درگاہِ عالی کے برابر کوئی اور مقام بھی ہے۔ آ، اور ہماری اندھیری راتوں میں اُجالا کر۔

ماڑی چائی شوقن واٹی ایذا ہا
اثبات پانئے چھُ دعوہٰ سون
اشک چھُوئی شاہد آہ گواہ ہا
اسہ گوژھ گٹہ منزہ گاہ چون

ہمیں آپ کے عشق نے تباہ کیا اور کافی ستایا۔ ہمارا دعویٰ ہی ہمارا ثبوت ہے اور اس دعوے کے دو گواہ اشک اور آہ ہیں۔ آ۔ اور ہماری تاریک راتوں میں اُجالا کر۔

اسہ کھوّن شیطانی سنہ سوّن چاہ ہا
تتھ منز ترآوِن کیاہ اوس لون
رس وولہ اسہ ہاو کھسہ رنچ راہ ہا
اسہ گوژھ گٹہِ منزہ گاہ چون

شیطان نے ہمارے لئے گہرے کنوئیں کھود رکھے ہیں اور ہمیں انہیں میں دھکیل دیا ہے۔ یہ ہماری شومیٔ تقدیر ہے۔ آپ آیئے اور ہمیں ان کنوؤں میں سے نکلنے کی راہ دکھایئے۔ آ۔ اور ہماری تاریک راتوں میں اُجالا کر۔

نفس کرہ ناوِ سخت اغوا ہا
گھر گلہ دشمن اسہ کرزون
کوہس تل زن لاگن کاہ ہا
اسہ گوژھ گٹہِ منزہ گاہ چون

نفس نے ہم سے بڑی بڑی بدعنوانیوں کا ارتکاب کرایا اور ہم کبھی اس گھریلو دشمن کو نہ پہچان سکے۔ اس نے تو ہمیں اس طرح زیر کیا جیسے پہاڑ کے نیچے گھاس کا تنکا ہو۔ آ۔ اور ہماری اندھیری راتوں میں اُجالا کر۔

نادم آسَے فریاد خواھا
بوتہ پھُس اُمتی عاصی پچون
سوز چھمُ جگرس بوزتم آھا
اسِہ گوڑھ گٹِمنزہ گاہا پچون

میں نادم فریاد لے کر آیا ہوں۔ میں بھی تو آپ کی گنہگار اُمت سے ہوں۔ میرا جگر سوزناک ہے۔ میری آہ دُبکاشین۔ آ۔ اور میری اندھیری راتوں میں اُجالا کر۔

نعت نمبر ۳

حضرت صاحبنِس خاصہ آثارس
لارہ دیدارس پہ ارہ درگاہ
تسکین بنہ ناشوقہ کِس نارس
لارہ دیدارس پہ ارہ درگاہ

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آثارِ خاص کے دیدار کے لئے درگاہِ شریف جاؤں۔ کیا ہمارے شوق کی آگ کو تسکین ملے گی؟ آؤ، درگاہ جائیں اور دیدار کے منتظر رہیں!

عرض میون کرِہ نا بخشن ہارس
یہ چھوی سون اُمتی روئے سیاہ
بجہ برائتھ اُمت چھہٕ نٲرس تہٕ پٲرس
لارہ دیدارس پرٛارہٕ درگاہ

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بخشنے والے خدائے بزرگ و برتر سے عرض کریں گے کہ یہ ہمارا رُو سیاہ اُمتی ہے اور بڑی بڑی اُمیدیں لے کر منت کرنے آیا ہوں۔ آؤ درگاہ جائیں اور دیدار کے منتظر رہیں!

حاذِقس لارُن واتہٕ بیمارس
راہبر ژھارِہ یُس آسہ گمراہ
یاور گارُن واتہٕ آوارس
لارہ دیدارس پرارہ درگاہ

بیمار پر لازم ہے کہ وہ حکیمِ حاذق کو تلاش کرے۔ گمراہ پر فرض ہے کہ وہ راہبر کو ڈھونڈ نکالے۔ آوارہ کو چاہیئے کہ وہ کسی یاور کی جستجو کرے۔ آؤ درگاہ جائیں اور دیدار کے منتظر رہیں!

حق سندِہ فضلہ وأژ یتھ شہارس
مکہ پیٹھہٕ رحمت تہٕ برکت کیاہ
دولتھاہ یژھ تہٕ مامیلہٕ سمسارس
لارہ دیدارس پرارہ درگاہ

اللہ کے فضل و احسان سے اس شہر (سری نگر) میں مکہ مکرمہ سے رحمت و برکت کا نزول ہوا۔ کیا ساری دُنیا کی دولت اس کا مقابلہ کر سکتی ہے؟ آؤ درگاہ جائیں اور دیدار کے منتظر رہیں۔

نافع عملاہ چھم نہ بدکارس!
شافع دِیوہ کرہ میثون پایاہ!
نادم چھُ نعت خوان تس غم خوارس
لاہہ دیدارس پراہہ درگاہ

مجھ بد اعمال نامہ سیاہ کے پاس کوئی عمل ایسا نہیں جس سے مجھے نفع ملے۔ شافعِ محشرؐ شاید میری چارہ جوئی کریں۔ نادم اُس غم خوار نبیؐ کی شان میں نعتیں پڑھ رہا ہے۔ آؤ درگاہ جائیں اور دیدار کے منتظر رہیں!

نعت نمبر ۴

حضرتِ نبیس لگوے ناوس
واوس اَتھہ وِنہ ناوس زار
سوال پادس کوٗژھ چُھکاوس
واوس اتھہ وِنہ ناوس زار

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی پر ہیں قربان! میں ہوا کو قاصد بناؤں۔ اُس کے ذریعہ سے عرضِ حال کروں۔ ہوا کی میں مِنّت مانوں گا

اُسے رشوت دے دونگا۔ میں ہوا کو قاصد بناؤں گا اور اُس کے ذریعہ سے
عرضِ حال کروں گا۔

اُمتکی احوال بہ گُذرادس
ہمتُک لوڈمُت سوان سردار
اُمتچ شفقت بہ تہِ آزمادس
وادس اتھِ ونہ ناوس نزار

میں اُمّت کے حالات حضورؐ کی خدمت میں گذاروں گا۔ ہمارا سردار بڑی
ہمت والا اور عالی حوصلہ ہے۔ آج ذرا میں آزما تو لوں اُن کے دِل مقدس میں
اُمّت کی کتنی شفقت ہے۔ ہوا کو قاصد بنا کر اُس کے ذریعہ عرضِ حال کروں گا۔

تاو آم دِلہِ کِس آہہ تاوس
چھاو آم جگرس ہیؤ تنم نار
رحمتُک دریا چھُ ترِیش منگناوس
وادس اتھِ ونہ ناوس نزار

دِل کی جلن میں شعلے اُٹھنے لگے ہیں۔ جگر تپ گیا ہے اور آگ لگ گئی
ہے۔ وہ دریائے رحمت ہے۔ وہاں سے میری پیاس بجھ جائے گی۔ ہوا کو قاصد
بنا کر میں اُس کے ذریعہ عرضِ حال کروں گا۔

لاے چھم دادِ لہ کھنہ سونبراوس
ماے چھم پرہ سے لولہ اشعار

مشتاق ساڑہی لوڑامس چاوس

واوس اتھہ ونہ ناوس زار

میرا ارادہ ہے کہ میں چند عاشقانِ رسول کو جمع کروں گا اور اکٹھے مل کر ہم سب محبت بھرے گیت گائیں گے۔ تمام عاشقانِ رسول کو مست و مدہوش کروں گا۔ ہوا کو قاصد بنا کر میں اُس کے ذریعہ عرض حال کروں گا۔

شوقہ نارہ منقلِہ بوہ سندراوس

عشقہ جلاوس دِہہ اوتار

عاشق یِم چھِس تِم تلنہ لاوس

واوس اتھہ ونہ ناوس زار

میں منقل کو عشق کے انگاروں سے بھر دوں گا۔ عشق کی آنچ کو اور تیز کروں گا۔ جتنے عاشق ہیں اُن سب کو مچلنے دوں گا۔ ہوا کو قاصد بنا کر میں اُس کے ذریعہ عرض حال کروں گا۔

گرم آبہ اشکی کھور ڑہی ناوس

چشمہ زہ تہ ونْدہس تھاوِ سے سار

خشک لبہ سیتۍ اَڑہ پاد وونھراوس

واوس اتھہ ونہ ناوس زار

آنسو کے گرم پانی سے حضور کے پاؤں دھولوں گا۔ اگر وہ منظور فرمائیں تو اپنی دو آنکھیں نثار کردوں گا۔ اپنے خشک ہونٹوں سے گیلے پیروں کو سکھاؤں

گا۔ ہوا کو ذریعہ بنا کر میں اُن سے عرضِ حال کروں گا۔

جان وِ دِل دو نوَے آیت تھا وس
خوش گڑِھہ دو نوُ نی، چھم مختار
پھیرِہ نا یور کنُ نیرہ ہیم ہا وس
وا وس اتھِہ وتہ نا وس زار

جان اور دِل دونوں اُن کے آگے حاضر رکھوں گا۔ وہ مختار ہیں، چاہے دونوں چیزیں قبول فرمائیں۔ کاش وہ اس طرف دیکھیں اور میری تمنّائیں بھر آئیں۔ ہوا کو ذریعہ بنا کر میں اُن سے عرضِ حال کروں گا۔

اِڑہ سِرہ پنہ نی ذرہ ذرہ با وس
ڈرہ ہیتی مرہ مرہ چھم لبیار
ڈُہان یارن ہند سوال پا وس
وا وس اتھِہ وتہ نا وس زار

حضورِ رسالت مآب میں اپنی مشکلیں گذاروں گا۔ ڈر اور خوف کی وجہ سے مجھ پر موت کی تلوار لٹکتی رہتی ہے۔ چار یارِ با صفا کا وسیلہ دِلاؤں گا۔ ہوا کو ذریعہ بنا کر میں اُن سے عرضِ حال کروں گا۔

تتہِ کیاہ عرصاتہ کُس تا وس
پردہ نَے تھا ویم چھس عیب دار
رُسوا گڑِھہ لُوکہ تلِنم ٹا وس
وا وس اتھِہ وتہ نا وس زار

میدانِ محشر کی گرمی اور تمازت میں کیا کروں؟ اگر حضورؐ میرا پردہ نہ رکھیں تو میں رُسوا ہو جاؤں گا۔ میں عیبوں سے بھرا ہوا ہوں، لوگ میرا مُضحکہ اُڑائیں گے۔ ہوا کو ذریعہ بنا کر میں اُن سے عرضِ حال کروں گا۔

کیاہ شوٗب مٙیانِس ییتھ آو جاوس
داہ چھم پانس دُراسس بدکار
داہ گوم نفسن لوگنس داوس
داوس اتھہِ ونہ ناوس زار

اس میرے آنے اور جانے (موت، وحیات) کا کیا اعتبار؟ میں خود قصور وار ہوں۔ میں نے بُرے اعمال کیے۔ میں مارا گیا، نفس نے مجھے برباد کیا۔ ہوا کو ذریعہ بنا کر میں اُن سے عرضِ حال کروں گا۔

قبرے منزِلہِ پان یو ساوس
خبرے واتیم سُوی غمخوار
رٹہٕ سے دامن اتھہ کینتہٕ ترٛاوس
داوس اتھہِ ونہٕ ناوس زار

جب قبر میں مجھے سُلا دیا جائے گا تو وہ غمخوار رسولؐ میری خبر لینے تشریف لائیں گے۔ میں اُن کا دامن پکڑ لوں گا اور ہاتھ سے نہ چھوڑوں گا۔ ہوا کو قاصد بنا کر میں اُن سے عرضِ حال کروں گا۔

پان دِتھ: ... شرا دن

غم چھم نہ ... پنم بوڈ شم ...

مُنکر سارِی افسوس کھیاوَس

واوَس اتھ ونہ ناوَس زار

میں اپنی جان دے دوں گا، تو اپنی ... حضور کے ہی حوالے کر دوں گا۔ میں غم سے آزاد ہوں، اس لیئے کہ میرا غم خوار بڑا ہے۔ دُنیا ... ھے گی کہ منکرینِ شفاعت مائوس ہو جائیں گے۔ ہوا کو ذریعہ بنا کر میں اُن سے عرضِ حال کروں گا۔

نعت نمبر ۵

ژِ ہی چھک ازلِ تہ ژِ ہی چھک آد،

یا نبیؐ پادن ...نزہ ہوے سر

ژِ ہی چھک پتہ وتہ ستھ ناشادن

یا نبیؐ پادن ...نزہ ہوی سر

آپ ہی یا رسول اللہ ہمارے ازل بھی ہیں اور ابد بھی۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔ یا رسول اللہ ہم ناشادوں ... اُمید اور ہمارا سہارا ہمیشہ سے آپ ہی ہیں۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

ژِ ہی چھک مول تہ مُزا ایجادن

تاجِ لولاک ژِ ہی چھوہ بر سر

ڙهي رُوحن تہ کُئي اجسادن

يا نبيؐ پادن ونڊہ هوي سر

آپ، تمام عالمِ ایجاد کے راس المال اور اصلی سرمایہ ہیں۔ آپ کے فرقِ مبارک پر لولاک کا تاج چمک رہا ہے۔ رُوحوں کے لئے آپ کی ذاتِ بابرکات جان ہے۔ جسموں کا آپ کی ذاتِ مقدس نے سنگِ بنیاد رکھا ہے۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

ڙهي سڀني تہ ٻئي افرادن

خاصن تہ عامن جي آني تهر

ساڙهي پيتر اُوهي جاني امدادن

يا نبيؐ پادن ونده هوي سر

افراد ہوں یا گروہ، آپ سب کا سہارا ہیں۔ خاص ہوں یا عام، آپ سب کے حامی ہیں۔ تمام عالمِ انسانیت کو آپ ہی کی امداد نے سہارا بخشا ہے۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

نبين تہ قطبن ٻئي اَوتادن

ساڙهي غوثن ڙهي رهبر

مرشد سيد آوهي جاني ارشادن

يا نبيؐ پادن ونڊہ هوي سر

انبیا ہوں یا اقطاب، اوتار ہوں یا غوث، آپ سب کے رہبر اور رہنما ہیں۔ آپ کے ارشادِ عالی نے ان سب کو بھی مرشد بنا دیا۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

صلوات بوینے تڑیہ تہ اولادن
آل و اصحاب ہلیتھ تا محشر
پچھ بابہ صیبین تہ صاحب زادن
یا نبیؐ پادن وندہ ہوی سر

آپ پر درود و سلام۔ آپ کی اولاد اور آپ کے اصحاب، آپ کے چاچاؤں اور آپ کے صاحب زادوں پر قیامت تک اللہ کی طرف سے درود و سلام۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

گُنہ گُنہ یکھنا وُنہِ اوس آدن
دِکھنا درشُن چُھک رہبر
یِمہ ہوی سمہ ہوی ہیہ ہوی پادن
یا نبیؐ پادن وندہ ہوی سر

اب بھی موقع ہے اگر آپ کبھی تشریف لائیں۔ آپ ہمارے رہبر ہیں، ذرا اپنے دیدار سے مشرف فرمائیں۔ ہم سب عاشق آئیں گے، جمع ہو کر آپ کے قدموں پر فرش ہو جائیں گے۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

یا نبیؐ واتھ اسِ داد وسر یادن
اسِ پھوڑ پِنہ تو ہی نفسِ کافر
ڈالی اِبلیس گاڈی بے دادن
یا نبیؐ پادن وندہ ہوی سر

یا رسولؐ ہماری فریاد رسی کر۔ ہمیں اپنے کافر نفس نے لوٹ لیا اور کہیں کا نہ رکھا۔ ابلیس نے ہمیں گمراہ کیا اور مظالم نے ہمیں غارت کر ڈالا۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

کوڑ نہ کیتھ عادن تہ بیئہِ شدادن
یاد ہیوتھ نہ مرگ تہ روزِ محشر
داد دِیوت گنہن تہ بیئہِ بے دادن
یا نبیؐ پادن وندہ ہوی سر

جو کچھ ہم نے کیا وہ تو عاد اور شداد نے بھی نہیں کیا ہوگا۔ ہم موت اور قیامت کی باز پرس کو بھول بیٹھے۔ نافرمانی اور سیاہ کاری کی داد دی۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر قربان کریں۔

موہنہٖ قاصد یلہ ین نادن!
تیلہ اسِ للہ یاد ہی کر
نیکی رستین تہ لے جاداون
یا نبیؐ پادن وندہ ہوی سر

جب موت کا فرشتہ طلبی لے کر دستک دے گا اُس وقت محض خدا کے لئے ہماری دست گیری فرمایئے۔ آپ جانتے ہیں ہم نیکیوں سے خالی تہی دست اور محتاج ہیں۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

اتھہ رٹھ کرِہی تو اسہِ اُفتادن
لتہ مو نجہ گیمتِ یُژہ ابتر
خِراہ کرِہی تو غیرِ آبادن
یا نبیؐ پادن وندہ ہوی سر

ہم تباہ حال ہیں۔ ہمارا ہاتھ تھام لیجئے۔ ہم پامال ہو چکے ہیں، ہماری حالت ابتر ہو چکی ہے۔ ہم غیر آباد اور اُجاڑ ہیں۔ ہمارے ساتھ بھلائی کیجئے۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

نادِم ژِھیوِہ رووِ چانی یادن
ست چھس پتہ وت چانی تھر
لس چھوی یاد چون لبس اورادن
یا نبیؐ پادن وندہ ہوی سر

نادم کو آپ کی یاد نے بجھا کر رکھ دیا ہے۔ لیکن وہ ہمیشہ سے آپ ہی کے سہارے جیتا بھی ہے۔ اُس کا وظیفہ اور وِرد صرف آپ کا نامِ مُبارک ہے۔ یا نبیؐ ہم آپ کے قدموں پر اپنا سر نثار کریں۔

نعت نمبر ٦

صلوات سوز وی صُبحن تہ شامن

رٹ چون دامن بوز سأنی زار

یا رسول ؐ اسہِ گیہِ چاأنی منہِ کامن

رٹ چون دامن بوز سأنی زار

ہم آپ پر صبح و شام درود بھیجتے ہیں۔ ہم نے آپ کا دامن تھام لیا ہے۔ ہماری عاجزی سُنیئے۔ یا رسول اللہ ہمیں آپ کی محبت نے بے قرار کیا ہے۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے۔ ہماری عاجزی سُنیئے۔

مشتاق کرہی چانی روے گلفامن

قاب قوسین چھی بُمہ پہ کار

مازاغ سُرمہ چھوی چشمِ بادامن

رٹ چون دامن بوز سأنی زار

آپ کے رُوئے گُل فام نے ہمیں مشتاق کر دیا ہے۔ آپ کے قاب قوسین ابرو پر کا کی طرح ہم پر چھائے ہوئے ہیں۔ آپ کی چشمِ بادام میں مازاغ البصر کا کاجل لگا ہوا ہے۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عاجزی سُنیئے۔

شوقہ چانہ زیرہ ہا چاک دِتھ جامن

ذوقہ چانہ واتہ ہا چوان دربار

روضئس چانس پھیرہ پیرامن

روٹ چون دامن بوز سائی زار

آپ کے عشق کا تقاضا ہے کہ میں کپڑے پھاڑ کر نکلوں اور آپ کی تلاش میں آپ کے دربار تک جا پہنچوں۔ آپ کے روضۂ مطہرہ کے گرد طواف کرتا جاؤں۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عاجزی سُنیئے۔

عزت دِیُوتنے ذوالاکرامن

سارنی کونکھ تہی سردار

ساری بچراوی چانی اِنعامن

روٹ چون دامن بوز سائی زار

آپ کو خدائے ذوالجلال نے عزت بخشی ہے اور آپ کو موجودات کا سردار بنا دیا ہے۔ تمام مخلوقات کو آپ کے احسانات نے تباہی سے بچا دیا ہے۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عاجزی سُنیئے۔

ڈُورتر آوی واراہ دورِ ایّامن

پُور چھنہ رُودمت کائنہ سمسار

گڈِ منز گمراہ گیمتی شامن

روٹ چون دامن بوز سائی زار

دُنیا نے کس کے ساتھ وفا کی ہے۔ ہمیں بھی گردشِ افلاک نے برباد کردیا۔ اب ہم شام کے دُھندلکوں میں گمُ ہو گئے ہیں اور راستہ نہیں ملتا۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عاجزی سُنیئے۔

خبر اہ ہئینؔ گرُدھ بے آرامن
نظر اہ دِتہ اسہِ، چھِی بیمار
تراؤِتھ بوُٹھکھ کتہِ اسہِ خامن
روُٹ چون دامن بوز ساَئی زار

ہم بے قراروں کی خبر لیجئے۔ ہم بیمار ہیں۔ ہماری طرف ایک نگاہِ کرم کیجیے۔ آپ ہم ناتماموں کو چھوڑ کر کہاں گئے۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عاجزی سُنیئے۔

ناَدم چھُہ وُلمتُ نفسکہِ دامن
اتھ روُٹ کر تس نتہ گژھہ خار
سخت اُدن عاجزن یارِ اَظلامن
روُٹ چون دامن بوز ساَئی زار

نادم نفس کے جال میں پھنس گیا ہے۔ اس کی دستگیری فرمائیے۔ نہیں تو وہ ذلیل ہو جائے گا۔ اس کو مظالم کے بوجھ نے بہت تنگ کیا ہے۔ ہم نے آپ کا دامن تھاما ہے، ہماری عاجزی سُنیئے۔

نعت نمبر ۷

احمد مرسل ظلِ سُبحانی

سہ چھُ لاثانی بأنی کار

رحمت سوزمُت سہ چھُ دُوجہانی

سہ چھُ لاثأنی بأنی کار

احمد مرسل، رسولِ خدُا صلی اللہ علیہ وسلم خدائے بُزرگ کا سایہ ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔ خدُا نے اُن کو رحمتِ دارین بنا کر بھیجا ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

صلوات سُوزنس حق سُبحانی

دمہ دمہ ملکن تمہِ کوُہی کار

اسہِ سوُی امر دُوت اضِ قرآنی

سہ چھُ لاثأنی بأنی کار

حق سُبحانہ وتعالی نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجا۔ فرشتے ہر لمحہ اُن پر درود بھیج رہے ہیں۔ ہمیں قرآن میں درود پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

بروُنٹھ آو تہند دی نوُر تابأنی

گوڈہ گو تہند دی رُوح اظہار

اَدِہ لیکھی قلمن ازلیٔو لأنی

سَہ چھُ لاثانی بأنی کار

سب سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نوُر جلوہ افروز ہوا۔ سب سے پہلے حضور کی رُوح پر فتوح وجود میں آئی۔ اس کے بعد کاتبِ تقدیر نے مخلوقات کی تقدیریں لکھنا شروع کیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار!

کُن وُن اوسُوی گنجِ کِتماٴنی

نوُن ڈرا اوتُسی کِنو دربازار

بوُن چھُنہ نوُن بوز مَن رآنی

سَہ چھُ لاثانی بأنی کار

حضرت حق ایک خزانۂ مخفی کی طرح تھا۔ حق جل شانہٗ کی ذات رسول ﷺ کے ذریعہ ظاہر ہوئی۔ اس پر حدیثِ مَن رآنی فقد رأ اللہ گواہ ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

کثرتُک معدن، وحدتُک کانی

خلقتُک باعث چھُ سَہ مختار

لولاک ڈوپس پانہٕ یزدآنی

سَہ چھُ لاثانی بأنی کار

آپ کی ذاتِ بابرکات معدنِ کثرت اور کانِ وحدت ہے۔ آپ کا وجود

ذی جوُد باعثِ آفرینشِ روزگار ہے۔ خدائے بُزرگ نے خوُد انہیں لولاک لما خلقت الافلاک کا اعزاز بخشا ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

عشقُک مقصد سۂ چھُ حقانی
حُسنُک مصدر سُوی دِلدار
مجبوُب حقہ شُند امہِ جانانی
سۂ چھُ لاثانی بأنی کار

وہ بلاشک عشق کا مقصدِ اوّلین ہیں۔ وہ بلاشُبہ حسُن کے مصدر اور منبع ہیں۔ اپنے حسُن و جمال کی وجہ سے وہ محبوُبِ خدا ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

موتُک پردہ ہیٚتھ زِندہ پنہانی
نازِ چہ نیٚندرِہ چھُ تازِہ بیدار
خلوتہِ اندرِہ چھُ جلوہ ہاوأنی
سۂ چھُ لاثانی بأنی کار

موت کے پردے میں وہ پوشیدہ طور پر زندہ جاوید ہیں۔ ناز کی نیند میں مصروف مگر یقیناً بیدار ہیں۔ خلوت میں بیٹھ کر اپنے جلوؤں سے نُور پاشی کر رہے ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

ابرہ پتہٕ آفتاب یتھ آسانی
فاش نتہٕ گاش چھس پیدا وار
سُہ تتھۍ مخفی بێیہٕ اعلانی
سُہ چھُ لاثانی بأنی کار

بادل کے پیچھے سورج کو تم نے ضرور دیکھا ہوگا۔ وہ آنکھوں سے اوجھل ہوتا ہے مگر اس کی روشنی ظاہر ہوتی ہے۔ یہی حال حضور سرورِ کائنات صلعم کی موت و حیات کا ہے۔ ظاہراً طور پر وہ انتقال کر گئے مگر اُن کا نورؔ موجود ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

والضحیٰ روے چھس شمسِ تابانی
واللیل موے چھس رشکِ تاتار
خو لقہٕ بوڈ خو یہٕ رُت بو یہٕ ریحانی
سُہ چھُ لاثانی بأنی کار

آپ کا والضحیٰ چہرہ چمکتا سورج ہے۔ آپ کی واللیل زُلف رشکِ تاتار ہے آپ کا خُلق عظیم، آپ کی خُو نیک اور آپ کی خوشبو ریحان ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

سِینگ فرحت دِینگ بأنی
شرعگ شارع ورعگ یار

حرمکُ سردار کرمکُ خانی
سہ چھ لاثانی باُنی کار

آپ کا وجود دِل کا سرور ہے۔ آپ بانیٔ دینِ مبین ہیں۔ آپ شارعِ شرع اور ورع کے دوست ہیں۔ آپ حرم کے سردار اور کرم کے خزینہ دار ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

اُمیئے مطلق ذو العرفانی
دوٚن عالمن ہُند آموز گار
قِدَمی بولِہ چھُ ترجمانی
سُہ چھُ لاثانی باُنی کار

اُمیئے مطلق ہونے کے باوجود آپ عرفان کے مُعلّم ہیں اور دونوں عالموں میں آپ کی رہبری مُسلّم ہے۔ آپ قِدم کی زبان کے ترجمان ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

حقہ سِندِہ رحمتکُ ابرِ نیسانی
ازلکہِ فضلکُ بحرِ ذخّار
تس نِشِ جارِی فضلِ ربانی
سُہ چھُ لاثانی باُنی کار

آپ رحمتِ حق کے برستے بادل ہیں۔ آپ کی ذات ازلی فضل کا اتھاہ سمندر ہے۔ آپ ہی سے فضلِ خدا کی نہریں جاری ہوتی ہیں۔ وہ لاثانی ہیں اور سب معاملوں میں مختار۔

رحمتچو تس چھے بازرگانی
لُطف واحسانُک چھُ سوداگار
سوُدٕ تھوٚو سوداتس چھُ ارزانی
سہٕ چھُ لاثانی بانی کار

آپ رحمتِ تمام کے تاجر اور بیوپاری ہیں۔ آپ کے ہاں سے لُطف واحسان کا سودا کیا جاتا ہے۔ آپ کے ساتھ جو بھی تجارت کی جائے اُس میں نفع ہی نفع ہے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

اسہٕ بُڈ لادن تھاٚو مٚنانی
یُتھ ہیوٚ شافع تہٕ غم بردار
کاٚلی بنہٕ تہندی پاسہٕ آسانی
سہٕ چھُ لاثانی بانی کار

اللہ نے ہمارے اُوپر بڑا فضل وکرم فرمایا اور آپ ایسا شافع وغم خوار عطا کیا۔ محشر کے دِن آپ کی وسالت سے ہمارے کام آسان ہوں گے۔ وہ لاثانی ہیں اور سب معاملوں میں مختار۔

شفقتُ اُمتچہ سبے پایانی
مالِس ماجہِ ہندِہ نچو تہٕ بیار
بوزِ کوٗت مشفق روز تو شانی
سہٕ چھُ لاثانی بانی کار

آپ اُمّت کے لئے بے پایاں شفقت کے مالک ہیں اور اپنی اُمّت کے لئے ماں باپ سے بھی زیادہ شفیق ہیں۔ دیکھو کتنے شفیق ہیں اور خوش رہو۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

کر تُسو نادِمہ! مدحت خوانی
بر تُسو نعتن ہِندی طومار
پر تُسو کرِ یو مہر بانی
شہ چھُ لاثانی بانی کار

نادم! حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح خوانی کر۔ اُن کی نعتوں کے طومار باندھ۔ اُن کے سامنے یہ نعتیں پڑھ، وہ مہربان ہونگے۔ وہ لاثانی ہیں اور تمام معاملوں میں مختار۔

نعت نمبر ۸

نبئیس کنُ ہے کروَے ڈُری یلے
ڈُری یلے درودہ پرُی توسے
مدوسی ہیتھ سیٹی حورہ تہ پرُی یلے
ڈُری یلے درودہ پرُی توسے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے صفوں میں کھڑی ہو جاؤ۔ اے سکھیو! آؤ رسولؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔ اپنے ساتھ حوروں اور پریوں کو بھی

ملائیں۔ اے سکھیو! آؤ رسول صلعم پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں!

فرض کوڑ اسہِ پیٹھ ذاتِ اکبڑی یے

فرمانبڑی یے کڑی تو سے

پاڼ تی فرمود پیغمبڑی یے

ڈڑی یے درودہ پڑی تو سے

اُن پر درود بھیجنا خود باری تعالےٰ نے ہم پر فرض کیا ہے۔ اُن کی اطاعت ہم پر لازم کردی گئی ہے۔ یہی ارشاد خود رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے۔ اے سکھیو آؤ رسول صلعم پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

درودہ شوزنس پاڼ داوڑی یے

آیۂ قرانک سڑی تو سے

ملکو پیتہ وت درودہ پڑی یے

ڈڑی یے درودہ پڑی تو سے

رسول صلعم پر خود خدائے بزرگ نے درود بھیجا ہے۔ ثبوت چاہتے ہو تو قرآن کی آیات کا مطالعہ کرو۔ فرشتے بھی لگاتار رسول صلعم پر درود بھیجتے رہے ہیں۔ اے سکھیو! آؤ رسول صلعم پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

درودہ بوئیس گڑنہ خو تہ ڈڑی یے

سرودہ تمہِ کوئی کڑی تو سے

شاد گرِژھ سائیٔ کرِہ یاد آوٗریے

ژٗرِ ییے درودہ پرٚی توٗسے

رسُول کریمؐ پر گنتی سے زیادہ درود وسلام ہو۔ آؤ، اسی کا نغمہ گائیں۔ اسی سے وہ ہم سے خوش ہوں گے اور ہمیں یاد فرمائیں گے۔ اے سکھیو! آؤ رسولؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

روے تس تاباں موے عنبری یے

والضحیٰ واللّیل پرٚی توٗسے

خوے تس کوثر بوے اذفر ییے

ژٗرِ ییے درودہ پرٚی توٗسے

آپ کا روئے مبارک تابناک، آپ کا موئے مبارک معنبر ہے۔ روئے مبارک کی تعریف میں والضحیٰ اور موئے مبارک کی شان میں واللّیل پڑھو۔ آپ کی نیک خو حوضِ کوثر اور آپ کی خوشبو مشکِ اذفر ہے۔ اے سکھیو! آؤ رسولؐ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

بوسہ ناوِہ چشمہ اسہِ آل سروٗرِ ییے

بوسہ نعلینس کرٚی توٗسے

غوسہ تراوِہ مو کلاوِہ روزِ محشری ییے

ژٗرِ ییے درودہ پرٚی توٗسے

حضورؐ نے انتظار کراتے کراتے ہماری آنکھوں کو تھکا دیا۔ آؤ سکھیو! اُن کی

جُوتیوں کو چُوم لیں۔ شاید وہ خوش ہو کر ہمیں قیامت کے دِن نجات دِلائیں۔ اے سکھیو! آؤ رسول پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

مشتاق رُوزِتھ دارِہ تہٖ بڑی ییے
وتہٖ نی گاشس وتھراوی تو سے
آسہِ نا ایوان کاسہِ نا ٹھڑی ییے
ژڑی ییے درودہٖ پڑی تو سے

دروازوں سے اور کھڑکیوں سے اُن کی راہ دیکھو۔ جس راہ سے وہ گذریں اُن پر اپنی آنکھوں کی روشنی نثار کرو۔ کاش وہ آتے ہوں، کاش وہ پردہ ہٹا رہے ہوں! اے سکھیو! آؤ رسول پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

از ییہ لالہ سون سالہٖ سر سُری ییے
لال لعلینس جڑی تو سے
نتہ ہا دِہ درشُن خوابہ اندر ییے
ژڑی ییے. درودہٖ پڑی تو سے

آج ہمارا محبوب ہمارے پاس سرسری طور پر آجائے گا۔ آؤ سکھیو، اُن کے جوتوں پر آنکھوں کی پُتلیاں واریں۔ نہ آئے تو شاید خواب میں درشن ضرور دیں گے۔ اے سکھیو! آؤ رسول پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

دایہِ تون تہندُوی بُڈ افسری ییے
خدمت گرُی ییے کری تو سے

یاد ہلیتھ تھنزی یاد آوُری یے
ڈُری یے درودہ پڑی توسے

حضور کی غلامی اور کنیزی بہت بڑی سرافرازی ہے۔ آؤ، ہم سب ان کی کنیزیں بن جائیں۔ دِل میں اُن کی یاد بسائیں، شاید وہ بھی ہم کو یاد فرمائیں۔ اے سکھیو! آؤ رسول پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

نیُیَن کرُنم یاد آوُری یے
پادن دوُن تل مرُی توسے
پتہ وتھ کرہ سوُی یاآری گرُی یے
ڈُری یے درودہ پڑی توسے

آج ہمیں ہمارے نبی نے یاد فرمایا ہے۔ آؤ سکھیو اُن کے قدموں میں جان دیں۔ ہمیشہ ہمیشہ وہ ہماری دست گیری فرمائیں گے۔ اے سکھیو! آؤ اُن پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

معرفتُ پیالہ تمُ کھاوُی بُری بُری یے
چنہ سی حیلاہ کرُی توسے
اڈہ چاوِہ شربت حوضِ کوثری یے
ڈُری یے درودہ پڑی توسے

حضور نے ہمارے لئے معرفت کے جام لبالب بھر دئے ہیں۔ آؤ ان کو پینے کا کوئی حیلہ تلاش کریں۔ اسی سے وہ ہمیں حوضِ کوثر سے شربت کے جام پلا دیں گے۔

اے سکھیو! آؤ رسول ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

کلمکڑ آگرہ عملکڑ سُرڑیے
بانن آباہ بڑُی توسے
محشرس تام ہئے پوشہ سوئی تڑیے
ڑُڑیے درودہ پڑُی توسے

کلمۂ طیبہ کے منبع اور علم کی جھیل سے آؤ سکھیو ہم اپنے گھڑے بھر بھر لیں۔ اس پانی کی تراوت ہمیں قیامت تک پیاس سے نجات دے گی۔ اے سکھیو! آؤ رسول ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

کرہ نا نادم مدحت گرُڑیے
کنہ نی ونہ ڈن کرُی توسے
ڈلی ڈیڈہ رحمتس تل کرہ سُرڑیے
ڑُڑیے درودہ پڑُی توسے

نادم رسول ﷺ کی مدح کر رہا ہے۔ سکھیو اسے ونہ ڈن کے انداز میں گاؤ۔ شاید وہ سن پائیں۔ شاید اس طرح وہ ہمیں رحمت سے سیراب اور شاداب فرمائیں!

اے سکھیو! آؤ رسول ﷺ پر زیادہ سے زیادہ درود بھیجیں۔

نعت نمبر ۹

یا نبیؐ نعت چون گوڑ آغاژہ
تاژہ تاژہ ونۂ ناووے
صلوات سوز وے بے اندازہ
تاژہ تاژہ ونۂ ناووے

یا نبیؐ! ہم نے آپ کی نعت کا آغاز کیا ہے۔ تازہ تازہ نعتیں ہم آپ کے لئے گائیں گی۔ آپ کے اُوپر بے شمار درود وسلام بھیجیں گی۔ تازہ تازہ نعتیں ہم آپ کے لئے گائیں گی۔

از ہکہ محمودہ سر افراژہ
ڈوبڑ معبودس ژہ ی خوش خوہ ی
یُتھ محمودس اوس آیاژہ
تاژہ تاژہ وَنۂ ناووے

اے ازل کے دن سے محمود، سربلند سردار! تُو وہ نیک فطرت ہے جو خُود معبُودِ برحق کا پیارا ہے، اُسی طرح جس طرح محمود ایاز کو عزیز رکھتا تھا۔ تُو خُدا کا محبُوب ہے۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

نبیوَ منزہ چھک ژہ ی ممتاژہ
تارکوَ منزہ یُتھ ماہِ دِل جوے

مرتبہ ہُر ژرے ژوّر اعزازِہ
تازہ تازہ وِنہ ناووے

آپ تمام انبیائے کرام میں ممتاز اور افضل ہیں۔ جس طرح ستاروں میں چاند چمکتا ہے اسی طرح آپ انبیاؑ میں ما فوق ہیں۔ آپ کا رُتبہ بلند اور آپ کا اعزاز بے مثال ہے۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

کِنہر کِہ اوجک چُھک شہبازِہ
جبرئیل ہمرہ کم واثُووے
لامکان ووتک اکِہ پرِ وازِہ
تازہ تازہ وِنہ ناووے

اے اوجِ وحدت کے طائرِ بلند پرواز! جبریل آپ کا ساتھ کیسے دے سکتا تھا! آپ تو لامکان تک کا سفر ایک جست میں طے فرما گئے۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

معراج کوّ ہتھ محرمِ رازِہ
اُمتس حق بر بخشش اوے
انعام ہیتھ آکھ پانژھ نِمازِہ
تازہ تازہ وِنہ ناووے

اے محرمِ اسرارِ ازل! آپ نے معراج کی بلندیوں کو چھو لیا۔ آپ کی اُمت کو حق نے جود و احسان سے مالا مال کیا۔ معراج سے آپ پانچ نمازوں کا تحفہ لے کر

آئے۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

حُوڑہ ھڈایہ پُیرِتھ نوُرہ پیشواڑہ
وٍنہ وان آیلے ژِیِی ہر سوے
سُیل کرانز چُھک میلہِ ھہراڑہ
تاژہ تاژہ وٍنہ ناووے

حُوریں نوُر کے پشواز پہنے ہوئے آپ کے لئے مدح اور استقبال کے گیت گا رہی تھیں۔ اے خلوت گاہِ قدس کے نوشہ! سیر کر، گلگشت فرما۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

والشمس رویس والضحیٰ غاڑہ
واللیل موی چون عنبر بوسے
مازاغ سُرمہ ہتزہ چانہ چشمہ راڑہ
تازہ تازہ وٍنہ ناووے

وہ روے نازنین، جس کی صفت والشّمس ہے، اس پہ والضحیٰ کا غازہ لگا ہوا ہے۔ آپ کی زُلفیں جن کی صفت واللّیل ہے اور آپ کی سُرمگیں آنکھیں جن میں مازاغ کا کاجل ہے۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

ذاتن مون سٔے ناز و نیاڑہ
داتن دِیُوت سٔے آبِ روے
ہاوِی سٔے جلوہ تہٕ باوِی سٔے راڑہ
تاژہ تاژہ وٍنہ ناووے

ذاتِ باری تعالیٰ نے آپ کے ناز و نیاز قبول فرمائے۔ دینے والے داتا نے آپ کو عزت اور آبرو بخشی۔ آپ کو اپنے جلوے دِکھائے اور آپ کو محرمِ اسرار کیا۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

وِلاڑ کِس صدرس ٹُو بہ جہازہ
ہول ٹرلہ یلہ اُسی تور و اتوے
لول آو، اسہ تراَوی دُتھو دروازہ
تازہ تازہ وَنہ ناووے

عشق کے سمندر میں تمناؤں کا جہاز ہو اور ہم اس پر سوار ہوکر آپ کے حرم ناز کی طرف آجائیں تو ہمارا دِل ہلکا ہو۔ ہم فراق سے گھُٹ کر رہ گئے، اپنے دروازے ہم پر کھول دیجئے۔ ہم آپ کے لئے تازہ بتازہ نعتیں گائیں گی۔

شو قیچہ سالنہ ذوق کی دازہ
عشقہ تاوِہ تلیہ لو لوقلیہ خوشبوے
کونگہ ڈنگی روے وُیچہ پوسے دُوپیازہ
تازہ تازہ وَنہ ناووے

آپ کے لئے اے محبوب ہم نے شوق سے ضیافتیں بنائی ہیں۔ ذوق ہمارا باورچی تھا، تو اعشق اور محبت قلیہ کی خوشبو تھی۔ ہمارا زرد چہرہ زعفران اور ہمارے بھُنے ہوئے دِل کی خوشبو روغن جوش تھا۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

دُور زیر چون پیٹہ درد دروازہ
سوُر گوَ بدنن، پیتہ ہاووے

ہول کاس بوزسائی بولہ بیاخنہ
تازہ تازہ وئہ ناووے

یارسول اللہ! آپ کے ہجران نے بہت طول پکڑا ہے۔ ہمارے بدن جل کر بھسم ہو گئے، آیئے اور دیکھ لیجئے۔ ہمارا غم دُور کیجئے، ہمارے محبت بھرے اشعار سُنیئے۔ ہم آپ کے لئے تازہ بتازہ نعتیں گائیں گی۔

سوز کہِ سنطورہ وایوسے سازہ
لالہ بوز سنہ وِنی نالہ ترا دوے
کن بھاو وَنِہ دوسے خوش آوازہ
تازہ تازہ وَنِہ ناووے

ہم سنطور کے سوز کے ساتھ ساز بجائیں گی۔ اثر آفرین لَے پیدا کریں گے، آپ سُن تو لیجئے۔ اپنے نُور بھرے گلے سے نغمے پیدا کریں گی، آپ ہماری طرف کان تو دھر لیجئے۔ ہم آپ کے لئے تازہ بتازہ نعتیں گائیں گی۔

جنتس کاڈِ چھوی سال جہرازہ
اُمتی سالرن پتہِ لاروے
یُتھ نہ اسہِ ترٗ اوکھ تہ بھاوکھ بازہ
تازہ تازہ وئہ ناووے

عنقریب جب آپ بہشت کی ضیافت پر نوشہ بن کر جائیں گے تو ہم آپ کے نجات یافتہ براتیوں کے پیچھے پیچھے دوڑیں گے۔ کہیں ایسا نہ ہو کر آپ ہمیں نِکال

دیں اور برات میں شامل نہ کریں! ہم آپ کے لئے تازہ بتازہ نغمے گائیں گی۔

ناڈِم چھڑ لیکھن عجز و نیازہ
ٹھلو تس منظور ہا وتس روے
پاپ بخشاوتس تراوتس جازہ
تازہ تازہ وہ ناووے

نادم عجز و نیاز کے طومار لکھ رہا ہے، اس کی عاجزی کو قبول فرمایئے۔ اُسے اپنا رُوئے منوّر دِکھلیئے۔ اس کے گناہ بخشوایئے۔ اُس کا حساب بے باق کرایئے۔ ہم آپ کے لئے تازہ تازہ نعتیں گائیں گی۔

نعت نمبر ۱۰

مکہ کس ٹاٹھِس نورہ بدنس
مدنی مدنس وندسے جان
راضی حق تس درودہ لدنس
مدنی مدنس وندسے جان

اُس مکّے کے محبوب پر، اُس نورانی جسم رکھنے والے مدنی محبوب پر میں اپنی جان واروں۔ حق تعالےٰ اسی سے خوش ہیں کہ اُن پر درود بھیجا جائے۔ مدنی محبوب، میں اپنی جان واروں۔

مرتبہ تہند دی تیوت آو تھدنس
قاب قوسین دوت قربِ احان
فضل تہ رحمت لوگنس ژِھدنس
مدنی مدنس وندسے جان

اُن کا رُتبہ بڑھتے بڑھتے اتنا بڑھا کہ وہ حضرت حق سے صرف اتنا دُور رہے جتنا دو بھوؤں کا درمیانی فاصلہ ہوتا ہے۔ اُن پر فضل و رحمت کا سایہ کیا گیا۔ مدنی محبوب پر میں اپنی جان وارول۔

چھا در فردوس کِنہ منز عدنس
پھیرِہ کر یور کُن، نیرِہ ارمان
دِیوِہ مشتاقن ژِھینٛ گژھِہ وَدنس
مدنی مدنس وندسے جان

معلوم نہیں آپ جنتِ فردوس میں ہیں یا عدن میں۔ معلوم نہیں کب آپ اس طرف آئیں اور ہمارے ارمان نکلیں۔ شاید مُشتاقانِ دید کا رونا بھی رُک جائے! مدنی محبوب پر میں اپنی جان وارول۔

واتہِ ما نادِم تس آردنس
یس نشِ مور شوٗبہٕ سلیمان
بس چھُم درودہٕ ڈالِہ تس لدنس
مدنی مدنس وندہ سے جان

نادم کی استعداد یہ تو نہیں کہ وہ اس شہنشاہ کی خاطر تواضع کرے؛ جس کے جاہ و جلال کے سامنے سلیمانؑ بھی ایک چیونٹی ہے۔ لے دے کے میرے پاس ایک تحفہ ہے اور وہ ہے درود۔ مدنی محبوب پر میں اپنی جان واروں۔

نعت نمبر ۱۱

مکہ کِس ٹاٹھِس مدنی لالس
سوزہ بُہ استقبالس جان
دِیہ نادرشُن پِیہ ناسالس
سوزہ بُہ استقبالس جان

اس مکی محبوب اور مدنی دِلدار کے لئے میں اپنی جان استقبال کے لئے بھیج دوں۔ کاش وہ درشن دیں، کاش وہ مجھے سرافراز کریں! میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

سُوزُم صُبحَک واو سَوالَس
رُودُم توقع ہاوِیمؔ پان
بوزِم کمہِ کمہِ خدمُژ پالس
سوزہ بُہ استقبالس جان

میں نے بادِ صبا کو اُن کی خدمت میں قاصد بنا کر بھیجا تھا۔ مجھے اُمید تھی وہ مجھے ضرور شرفِ مُلاقات بخشیں گے۔ میں سوچ رہی تھی کہ وہ آئیں تو اُن کی

کیا کیا خاطر داریاں کروں۔ میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

سا سہ بُڈی لچھ بُڈی صلوات کا لس
کا ئِجس تمہ کھوتہ صد چنداں
تس تہِ اصحابن بیئہِ پڑ بھ آ لس
سوزہ بُہ استقبا لس جان

ہزاروں لاکھوں درود و سلام اُن پر شام کے وقت، صبح کے وقت اُن سے سَو گنا درود و سلام۔ اُن پر، اُن کے اصحاب پر اور اُن کی اولاد پر، میں اپنی جان اُن کے استقبال کو بھیج دوں۔

نعلین کرہ ہا بُتھِ کِس دا لسَ
جرہس یمہِ زِ ہی لعلِ رخشان
پیمہِ نا تہِ لاگِرنا پاین ہا لسَ
سوزہ بُہ استقبا لس جان

میں اپنے چہرے کی چمڑی سے اُن کے لئے جُوتیاں بنوا دوں۔ اپنی دو آنکھیں ان جُوتیوں پر ٹکا دوں۔ کاش وہ آئیں اور ان جوتیوں کو پاؤں میں ڈال دیں۔ میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

تِموّتھ بخت آسِیا بّے اقبا لس
رینیہِ پیمہِ سا لسَ سلیمان

شہ تہٕ کتہِ داتہِ ہے اتھ اجلاس
سوزہ بہٕ استقبالس جان

مجھ بے اقبال آدمی کی قسمت کہاں کہ چیونٹی کی دعوت پر سلیمان جاہ بادشاہ تشریف لائے۔ یہ بے اقبال اُس اعزاز و اجلال کا مستحق کہاں ہے؟ میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

کیاہ غُصہ گوم تس ماہِ تمثالس
زاہ چھُنہ گٔژھ منزہ گاہ تہٕ اوان
نوُرہ نِشہ دُور یِیہ کوتاہ ژالس
سوزہ بہٕ استقبالس جان

اس ماہ مثال محبوب کے دِل میں میری کیا بدگمانی ہے۔ کبھی اُنہوں نے میرے ظلمت خانے کو منوّر نہ فرمایا۔ میں آخر کب تک نوُر سے دُور رہ کر زندہ رہ سکوں۔ میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

شوُد کیاہ تہندِس جانس تہٕ مالس
یس نہٕ تس لاگس کرِہ قربان
توفیق منگہ بہٕ تہِ ذوالجلالس
سوزہ بہٕ استقبالس پان

اُس آدمی کی جان اور اُس کا مال کِس کام کا، جو مدنی محبوب پہ اسے نثار نہ کرے۔ میں بھی خدائے بزرگ سے اس ایثار کی توفیق کا طالب ہوں۔ میں اپنی

جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

لچھ وتہِ نفسن لوگُس نزاس

مچھ گرنڈِ پیوٗمُت چھمُ شیطان

بچھ سوے روزیم رچھ پامالس

سوزہ بہٗ استقبالس جان

لاکھوں طرح نفس نے مجھے اپنے جال میں پھنسا دیا۔ شیطان مجھ پر اس طرح غالب ہے جیسے مکھی پر گِدھ جھپٹا ہے۔ اُن کی حمایت ہو تو مجھ ایسا پامال نجات پا سکتا ہے۔ میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

ناقص عشق یلہِ واتہِ کمالس

تیلہِ گژھِ معشوق مہربان

نادِم چھُ مشتاق تتھی جمالس

سوزہ بہٗ استقبالس جان

عشقِ ناقص جب کامل ہو جائے تو پھر معشوق مہربان ہو جاتا ہے۔ نادم اسی کیفیت کا منتظر اور اسی جمال کا مشتاق ہے۔ میں اپنی جان اُن کے استقبال کے لئے بھیج دوں۔

اب شمائلِ نبوی اور کأشِر زِ مہجوری کے کچھ حصے دیئے جاتے ہیں

کأشِر زِ مہجوری

زہ ژُود ہارس اُچھوَ پرارس بہٕ ژُودس
سرودس بوزِہ نا نعتس درودس

میں اپنی آنکھوں سے آنسوؤں کی دو ندیاں بہاؤں گا اور بارانِ رحمت کا انتظار کروں گا۔ کاش وہ میرے نعت و درود کے سرود کو سُن لیں!

ژےٚ اے بادِ صبا! طاقت ہَبا چھُوی
شباہ واتک جزا ضائع نبا چھُوی
ژٕہ جستہ دست بستہ گژھتہ راہی
ونُس آہستہ آہستہ کماہی

اے بادِ صبا! تجھے خدا نے اتنی طاقت دے رکھی ہے تو ایک رات روضۂ رسول پر پہنچے گی۔ خدا تجھے جزا دے گا۔ تو ذرا اُڑ کر چلی جا، ہاتھ باندھ کر آہستہ آہستہ حضورِ رسالت میں میرا حال عرض کر۔

شہنشاہا شفاعت دستگاہا
کران چھُوی عرض کُوشر عذر خواہا

اے شہنشاہ! اے شفاعت دستگاہ! ایک کشمیری عاجز اور عذر خواہ آپ کی خدمت میں عرض پرداز ہے۔

ز مہجوری برآمد جان عالم
ترحم یا رسول اللہ ترحم (جامی)

دوری سے ساری دنیا کی جان پر بن آئی ہے۔ اب یا رسول اللہ ہمارے حال پر رحم فرمائیے رحم!

شہ تہ ترہ قرنہ گے دورِ زمانس
کھٹو ہو کھ بیو لٹھ نے سُوی دو کھ جہانس

۳۶ قرن گذر گئے، جب سے آپ نے اپنا روئے منور چھپا لیا ہے تب سے دنیا اس گھاؤ کو بھر نہ سکی!

ز بے بر گی تلف گو امتک باغ
بہار ایم چھ چانی دُورہ پُکی داغ

امت کا ہرا بھرا باغ بے سروسامانی کی حالت میں اُجڑ گیا۔ اے بہارِ حیات! یہ سب آپ کے ہجر کے داغ ہیں۔

مماتک پردہ چھُ تھاوِتھ حیاتس
لگن قربان حیاتی اتھ مماتس

حیات پر آپ نے مماتِ ظاہری کا پردہ ڈال دیا ہے اور یہ ممات تو وہ ہے جس پر ہزاروں زندگیاں نثار کی جا سکتی ہیں۔

حیاتی چانۂ جان در جسمِ کونین
بُستھ یتھ گاش دوٕن چشمن چھُ باین

آپ کی حیات تو کونین کے لیٔے رُوح اور جان کا درجہ رکھتی ہے اور آپ ہی کی حیات اس طرح ظاہر و مستور ہے جس طرح دو آنکھوں کے پردوں میں دیکھنے کی قوّت مستور اور آشکار ہے۔

ینہٕ شُت امرِ پوٗلُو ڈاپھ ترٛٲوٕو
تنہٕ کیُتیٚن بصورت پان ہوٕوٗو

جب سے آپ نے امرِ الٰہی کی متابعت میں انتقالِ ظاہری فرمایا اور محوِ خواب ہوئے تب سے آپ نے لاتعداد مقبول بندوں کو عملاً اپنے دیدار سے نوازا۔

وٕنیا جاہل مرُن اتھ خوابِ نازس
مجازس موّت گمُت کوّت واتہِ رازس

اس خوابِ ناز کو جو موت کہتا ہے وہ جاہل ہے، مجاز کا دیوانہ ہے اور اُس سے یہ توقع رکھنا لاحاصل ہے کہ وہ راز اور حقیقت کو سمجھ سکے۔

بہ خلوت میٖٹھ نیٚندر زِ یتھ ٹراوٕنی
مناسب ما چھُ اُمت مُشراوٕنی

خلوت میں جاکر طویل خوابِ راحت کے مزے لے لینا اور امّت کو بھول بیٹھنا کچھ اچھا نہیں لگتا۔

ترٛ واہ شُت ورِی گوٗ ر د پوش رُوزِتھ
گژِھ ہو بیدار فوٕنی یِم زار بوٗزِتھ

آج ١٣٠٠ برس ہوئے کہ آپ ہم سے کنارہ کش ہو گئے ہیں۔ اب ہماری عاجزی سُن کر بیدار تو ہو جائیں!

شبِ ہجرت تہند گوَ زِیوٹھ واراہ
تبِ فرقت تہند پیّو کریُوٹھ واراہ

آپ کی جُدائی کی رات تو بہت طویل ہو گئی۔ آپ کے فراق کا درد تو بڑا کٹھن ہو رہا ہے۔

جگر توّلُٹ سچھُ مشتاقن فِراقن
تہُندِی اشتیاقکی احتراقن

مشتاقوں کے دِل و جگر کو آپ کے فراق نے بھُون کر رکھ دیا ہے اور آپ کے اشتیاق کی سوزش نے ہمیں جلا کر رکھ دیا ہے۔

پیو لِلّٰہ چھنیںّ دولت، انیںّ گاش
ہیئِو ناٹی دِیونا درشُن اے کاش

خدا کے لئے آئیے۔ آپ مُفلسوں کی دولت اور اندھوں کے لئے نوُر ہیں۔
ہم پر احسان کر، اور دیدار کی دولت سے مشرف فرما!

لٹے اکِ یِت گٹے منز گاہ ترا اُوِ و
شباہ انوارِ مہ رخسار ہاؤ وِ و

ایک بار میرے ظلمت کدے کو منوّر فرما۔ ایک رات اپنے مہ رخسار کا نوُر مجھے دِکھا۔

ڏِٺوئيم پاڻ تُو وِچھ ذاتِ معبود
گواہ تنھ مَن رآني چون فرمود

جس نے آپ کو دیکھا، اُس نے خدائے بزرگ کی ذات کو دیکھا۔ اس پر مَن رآنی فقد رأ اللہ کی حدیث گواہ ہے۔

کفن تراُوِ قبا پراُوِ لباسان
شباہ نیرو دو ہا پھیرِ و خرامان

کفن کو چھوڑ کے لباس زیبِ تن فرمایئے۔ ایک رات تشریف لایئے اور خراماں خراماں گُل گشت فرمایئے۔

لہو طوبیٰ قدس تل اُنھی چھپن جاے
یمو لازن گنھگارن کُرِو پاسے

ہم قدِ طوبےٰ کے نیچے امان اور پناہ حاصل کریں گے۔ ہم سب گنہگار دوڑ کر آپ کے پاس آئیں گے۔ ہماری چارہ جوئی فرمایئے۔

ڈیکھ بُوڈ کیاہ سہ با صد نیک نامی
ڈیکس لیس نُوگ تہند داغ غلامی

وہ آدمی کتنا بلند اقبال اور کتنا نیک نام ہے جس کے ماتھے پر آپ کی غلامی کا داغ سورج کی طرح چمکتا ہے۔

کھٹِت رُوزک رٹِھتھ ملکِ بقاجاے
پھٹُم سینہ ژوٹم لولن جگر واے

آپ ہم سے چھُپ کر بیٹھ گئے اور مُلکِ بقا میں آرام فرمایا۔ میرا سینہ شق ہوا جا رہا ہے۔ عشق نے میرے جگر کو پاش پاش کر دیا ہے۔

گمُڑ چھم گارہ کر لارے مدینس
پیمُڑ چھم نارہ چھل سیپارہ سینس

مجھ پر عشق کا غلبہ ہوا ہے۔ وہ دن کب آئے گا جب میں مدینے کی طرف دوڑ بھاگوں۔ میرے دِل صد چاک پر آگ کا ایک شعلہ جمٹ گیا ہے۔

میہٕ رُوزِم برانت باصد روسیاہی
پرن پی پی کرن پھُس عذر خواہی

میں رُوسیاہ اور بد اعمال ضرور ہوں۔ مگر آپ کے لُطفِ بے پایاں کا اُمیدوار بھی ہوں۔ آپ کے قدموں میں پڑ پڑ کر میں معذرت خواہی کر رہا ہوں۔ مجھ پر رحم فرمائیے۔

اُچھن منز زِ آب دیدہ کھور چھلے بو
منہِ فُلِ سنگِ پا پادن سلے بو

میں اپنی آنکھوں کی طشت میں آپ کے پاؤں کو دھولوں گا اور اس کے لئے اپنے آنسوؤں کا پانی استعمال کروں گا۔ اپنی آنکھوں کی پتلیوں سے آپ کے پاؤں کو سہلاتا رہوں گا۔

بو کوّرمُت مارہ پھس نفسِ امارن
دُچھو کو تاہ پھُس یمُ شاہمارن

مجھے نفسِ امارہ نے تباہ و برباد کیا ہے۔ دیکھئے اس نفس نے مجھے اژدھا بن کر کس طرح ڈس لیا ہے۔

پیو ڈُلی دربدن چھُم زہر آں مار
ہیٔیو کُلی ہیٔہ دِلیو تریاق دیدار

ذرا جلدی تشریف لائیے۔ میرے بدن میں اس اژدھا کا زہر سرایت کر رہا ہے۔ مجھے خرید کر آزاد فرمائیے۔ اپنے دیدار کے تریاق سے اس زہر کے اثر کو زائل کیجیے۔

تہُند موکھ ڈِشتھی یِم پھوکھ بلن مے
دِلکِہ ژھوکھ دآدی سارِی دوکھ ژلن مے

آپ کا رُوئے نازنین دیکھتے ہی میرے زخم مندمِل ہو جائیں گے۔ دِل میں جو جلن ہے وہ دُور ہو جائے گی۔ دُکھ درد جتنے بھی ہیں اُن کا مداوا ہو جائے گا۔

بہار اجلوہ چانی گُل پھولن مے
ہزاراں خار غم از دِل ڈلن مے

آپ کا وجودِ ذی جود بہار کی طرح ہے۔ آپ کے ایک جلوے سے میری تمنّاؤں کے پھُول کھِل اُٹھیں گے۔ دِل میں جو ہزاروں غم کے کانٹے چُبھے ہوئے ہیں وُہ نِکل آئیں گے!

نظر کرتم مسِ قلبس بنیمؔ زر
گیحر کاسیمؔ تہٕ دِل آسیمؔ منوّر

آپ کی ایک نگاہِ کرم کافی ہے۔ میرا کھوٹا تانبا سونا ہو جائے گا۔ میری ظُلمت دُور ہو گی اور میرا دِل جگمگا اُٹھے گا۔

به بیداری لیاقت چشم نه آیا
بخواب ہا دِیدم رُخ ترا اُویوم سا

میں اس لائق تو نہیں ہوں کہ آپ بیداری کے عالم میں مجھے اپنا رُوئے مبارک دکھائیں۔ کم از کم خواب میں تشریف لاکر مجھے دیدار عنایت فرمائیے اور مجھ پر اپنے کرم کا سایہ کیجئے۔

پھرِیو رایاہ میہ کُن نیتہ چھم نہ جایاہ
بھرِیو مایاہ، کرِیو دوہ ذمیوّن پایاہ

میری طرف توجہ مرکوز فرمائیے۔ اگر آپ ایسا نہ فرمائیں تو میرا ٹھکانہ کہیں نہیں میرے ساتھ محبت سے برتاؤ فرمائیے اور میری چارہ جوئی کیجئے۔

تہنزی ستھ یتہ وَت چھم میہ چاُلی
شہا نادم گدا آسے سوالی

آپ کا سہارا ہمیشہ سے میرے لئے ناز کا باعث رہا ہے۔ آپ بادشاہ ہیں اور نادم ایک بھکاری ہے اور آپ کے سامنے ہاتھ پھیلائے کھڑا ہے۔

میہ ساڑی عمر چھم گیمژ اُ باُلی
گژھن کرو اتہ زیں در دست خالی

میری ساری عمر ضائع ہوگئی ہے۔ آپ کی شفاعت سے اُمید رکھتا ہوں۔ آپ کے کرم کا محتاج ہوں۔ آپ کے دروازے پر اُمیدوار ہوں۔ لازم نہیں کہ مجھے خالی ہاتھ واپس لوٹا دیا جائے۔

بہ اُمید عطا با صد خطا آسس
عمل کینہہ چھم نہ کرہی نیم کلمہ کوہی پاس

سینکڑوں خطائیں لے کر آپ کے پاس عطا و احسان کی اُمید لے کر آیا ہوں۔ میرے پاس اعمالِ صالحہ کا کوئی سرمایہ نہیں۔ ایک رعایت کیجئے کہ میں بھی آپ کا کلمہ پڑھ رہا ہوں۔

شمائل شریف

تورہ اندام دِلرُبا سآئِری
تانہ کھوتہ تان خوشنما سآئِری

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اندام دِلربا اور دِل کش تھے۔ اور اعضا کو جب دیکھئے تو ایک سے ایک خوبصورت اور جاذبِ توجہ نظر آئے۔

معرکن منز سہ سرورِ والا
قد میانہ تھدیّن گرہان بالا

گروہوں اور جماعتوں میں حضور والا صلی اللہ علیہ وسلم کا قدِ مبارک دُور سے نظر آتا تھا اور تمام میانہ قد لوگوں سے اُونچا نظر آتا تھا۔

پوڈتمن بو سِر لعمرک تاج
چھک خُدا داد دون جہان راج

وہ سر مُبارک جس پر حق تعالیٰ نے لعمرک کا تاج رکھا تھا، بڑا بڑا تھا۔ اس کو دیکھ کر معلوم ہوتا تھا کہ مشیتِ ایزدی نے اُس سر مُبارک پر دارین کی بادشاہی کا بوجھ رکھا ہے۔

سوْم تِمن قد وِلے برعنایی
بوْڈ تِمن سر مگر بزہبایی

قدِ مُبارک اُونچا ضرور تھا مگر ساتھ ہی دِل کش بھی تھا۔ سرِ مبارک اُن کا بڑا ضرور تھا، مگر اس کے ساتھ وہ بہت حسین اور زیبا بھی تھا۔

موی خوشبوی گوْن سر اوسُکھ
عنبر و مُشک انبرس اوسُکھ

سرِ مُبارک پر بال گھنے گھنے تھے۔ ایسا لگتا تھا جیسے مُشکِ عنبر کا ایک ڈھیر ہے۔

ڑھوْٹ تھوُکھ موے تا نرمۂ گوش
یلہِ تھوُک زِیوُھ پیوْکھ تا سرِ دوش

جب آپ نے اپنے بال کم کر دئے تو وہ کانوں کی لوؤں تک رہتے تھے۔ زیادہ رکھتے تو کاندھوں تک آجاتے تھے۔

سُم کُڈِتھ رُم بشانہ نیشرن اُسی
ڑور گیسو دُو سوی پیران اُسی

بالوں کے بیچ میں مانگ نکال لیا کرتے تھے اور ان میں ہر روز کنگھی کیا کرتے تھے۔ اپنے گیسوؤں کو سر کے دونوں طرف لٹکا لیا کرتے تھے۔

رُت کُشادہ جبین نوُرآنی
سُورۂ نوُر کوُی سہ پیشانی

جبینِ مُبارک حسین اور نوُرانی تھی۔ ایسا لگتا تھا جیسے وہ سُورۂ نوُر کا عنوان ہے!

آئینگی پاٹھ گینی بویک نہ ڈیکس
سہ تہند ہیئو ڈیکہ بجر تہ چھکس

آئینے کی طرح آپ کی جبینِ مبارک شکنوں سے پاک تھی۔ وہ بڑی بڑی پیشانی اس بات کی دلیل تھی کہ آپ کے برابر کوئی اور خوش قسمت نہیں۔

زٔد سیاہی اُچھن سفیدی جان
آسہ مازاغ چشمہٕ کیاہ شوبان

آنکھوں میں سیاہی زیادہ اور سفیدی درمیانے درجے کی تھی۔ آپ کی مازاغ آنکھیں بہت خوبصورت اور دِل کش تھیں۔

نست زٲوِج بویک درٲزی سان
تھزٕ ہناہ برٕ ونٕھ سٕنی مہ یاہ منزٕ جان

آپ کی ناک پتلی اور لمبی تھی۔ آگے کی طرف سے قدرے اُوپر کو اُبھری ہوئی اور بیچ میں ذرا پست، مگر تھی بہت خوب صورت۔

خصائلِ نبویؐ

اُسی ابرِ سخا و بحرِ کرم
ابر و بحر از سخا تمنش کم

آپ جود وسخا اور احسان وکرم کے معاملے میں بے مثال تھے۔ برسانے والے بادل اور ٹھاٹھیں مارتا سمندر آپ کے جود وسخا کے مقابلے میں بہت کم نظر آتے تھے۔

اوس تسلیم و صبر در ہر حال
زہد و تقوے رضا متن بہ کمال

تسلیم و رضا، صبر اور زہد و تقوے کو آپ نے کسی حال میں ہاتھ سے جانے نہ دیا۔

اوسمت چھک سیٹھاہ حیائے حضور
مہ کھہ پر بٹھ دِتھ کورُکھ کانٍہ قصور

آپ حد سے زیادہ باحیا تھے۔ کسی کے سامنے اُس کی دِلآزاری نہ کرتے۔

اوسُمت چھک نہ کِبر و خود بینی
عیب جوئی نہ زاہ سُخن چینی

آپ کبر و خود بینی، عیب جوئی اور سُخن چینی کے عیوب سے بالکل پاک تھے۔

غیبتاہ کانٍہ ہنز کرِ کھہ نہ بُمر
زاہ وناوُنی متن سِر کھنہ بُمر

آپ کی ساری زندگی میں کسی نے نہ دیکھا کہ وہ پیٹھ پیچھے کسی کی بُرائی کر رہے ہوں یا ایک کی باتیں دوسرے سے کر رہے ہوں۔

چھک نہ زاہ فحش بر زباں اوُمُت
ہجو یا ٹھٹھہ یا اُیز وُونمُت

فحش کلامی کبھی اُن سے ظاہر نہیں ہوئی۔ آپ نے کسی کی بدگوئی نہ کی۔ ہزل سے کام نہ لیا۔ اور نہ کبھی جھوٹ بولا۔

اُسی پاک از بخیلی و امساک
وزِ دغا و حسد تہ پاک از پاک

بخُل، کنجوسی، دغا، حسد اور فریب سے آپ کا وجود بالکل پاک اور صاف تھا۔

ظلُم تہ غصہ کاٗنسہ کوٗر نہ تِموَ
درِ جور و جفا مُژُر نہ تِموَ

ظلُم اور غصہ سے آپ نے کبھی کام نہیں لیا اور کسی پر جور و جفا کا دروازہ انہوں نے نہیں کھولا۔

بوُزمُت چھکنہ زاہ گیوٗن تہ سرُود
زاہ تِمن مجلِسَن کوٗرُکھ نہ وِرود

آپ نے کبھی موسیقی اور گانے بجانے سے شغل نہ فرمایا۔ اور نہ کبھی اس قسم کی محفلوں میں تشریف ہی لے گئے۔

سون مولا محمد عربی
مرّبی سون رہنما تہ نبی

ہمارے مولا، ہمارے آقا، ہمارے مُرّبی اور ہمارے نبی محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

ساٗنی غم خوار تہ رفیق و شفیق
ماجہ ماٗلِس کھوٗتہ علے التحقیق

وہ ہمارے ماں باپ سے بڑھ کر ہم پر رفیق و شفیق ہیں اور ہمارے غم خوار ہیں۔

پُشت دِتھ باستونِ حنّانہٖ
خطبہ خواں اُسی خاصہٖ الحانہٖ

حضور پر نور ستونِ حنّانہ کے ساتھ پیٹھ لگا کر کھڑے ہوتے اور خطبہ ارشاد فرمایا کرتے تھے۔

کینژھہِ کالہٕ خطبہ ہیر پیر وو کھ
تتھ تھمس سیتیٖ پُشت دِیُون ترووُکھ

کچھ عرصہ کے بعد آپ نے منبر کو زینت بخشی اور اُس ستون کے ساتھ پیٹھ لگا کر کھڑا ہونا چھوڑ دیا۔

وودُ تھمَن از فراقِ آں سرورؐ
نوحہ تہٕ نالہٕ بوزہس اکثر

ستون نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے فراق میں رونا شروع کیا اور اُس سے لوگوں نے اکثر آہ و زاری کی آوازیں سُنیں۔

گےَ زِ دُنیا تہٕ یلہٕ سپیٖز روپوش
رود یارَن قرار و راحت و ہوش

جب حضورؐ ظاہری طور پر انتقال فرما گئے تو آپ کے دوستوں اور ہم نشینوں کی جان پر بن آئی۔ اُن کا صبر و قرار اور راحت و ہوش گُم ہو گیا۔

مرکباہ خاصہ اوسمُت یعفور
گو تمِس شہسوارؔ پیٹھ مہجور

اُس وقت حضورؐ کے پاس ایک خاص اُونٹنی تھی۔ جس پر وہ اکثر سوار ہوا کرتے اس اُونٹنی کا نام یعفور تھا۔ اُس سے بھی اس کا شہسوار چھن گیا اور وہ اکیلی رہ گئی۔

کھیوٗن تہٕ چوٗن ترٲوِتھ تمہٕ فراق ہیوٚتُن
پان ترٲوٗن بچپاہ جان دِیُتُن

اُس نے کھانا پینا چھوڑ دیا۔ رسول کریمؐ کے فراق میں وہ گھلتی رہی۔ اُس نے اپنے آپ کو کنوئیں میں گرا دیا اور جان دے دی۔

بے زبانن یہِ عشق بے جانن
وائے تہِ کیاہ آدمی مسلمانن

عشقِ رسولؐ کے معاملے میں یہ حال بے زبانوں اور بے جانوں کا ہے۔ اُس سے تم خود اندازہ کر سکتے ہو کہ ایک مسلمان پر عشقِ محمدی کے سلسلے میں کیا لازم آتا ہے۔

پزِہ آسُن تہند محبت تہ شوق
مالہٕ اولادہٕ جانہٕ کھوتہٕ مافوق

ہر مسلمان کو رسول کریمؐ کی محبت اپنے مال، اپنی جان اور اپنی اولاد سے زیادہ ہونی چاہیئے۔

یس نہٕ آسی تہند محبت پوٗر
سُہ تمِس نِش چھُ دوٗر نامنظور

جس کے دِل میں حضورؐ کی پوری محبت نہیں ہوتی وہ حضورؐ سے دُور اور اُن کے دربار سے مردود اور نامنظور آدمی ہے۔

یس نہ پڑھ پڑھ تہنز چھہ نادانس
تس چھُ خوفِ زوال ایمانس

جس مُسلمان کے دِل میں حضورؐ کا اعتقاد اور اُن کی محبت نہیں وہ اَن جان کیا جاتا ہے ۔خدا محفوظ رکھے، اُس کا ایمان خطرے میں پڑنے والا ہے۔

باوجودِ گناہگار یہا
یُس تہند تس اُمیدوار یہا

گنُاہ اور نافرمانی کے باوجود ہر وُہ شخص رحمت کا اُمید وار ہے جو رسولؐ کے ساتھ وابستہ اور اُن کا عاشق ہے۔

شمائل شریف کے ساتھ نعت

یا حیواۃ النبیؐ درود و سلام
تحفہِ سوزان چھہ بشوق مدام

یا رسول اللہؐ ہم آپ پر درود وسلام کا تحفہ مشوق کے ساتھ ہمیشہ بھیجتے رہتے ہیں۔

یی چھُ اسہِ دسترس قبول کرِ و
عاصین مُدعا حصول کرِ و

ہماری استطاعت بس اِتنی ہے، اس کو قبول فرمایئے۔ ہم گناہ گار ہیں ۔ ہمارا مُدعا منظور فرمایئے۔

شولہ وُلن نار وُدتھ فراق تہند
ہولہ تبب لولہ اشتیاق تہنُد

آپ کی جُدائی جلتی آگ کی طرح بھڑک اُٹھی۔ آپ کا اشتیاق ایک زبردست تپ بن کر ہماری ہڈیوں کو جلانے لگا۔

چھالیا قت گناہگار اُچھو
ڈیشہ ہوت کاٹی اشکبار اُچھو

ہماری گناہ گار آنکھوں میں اِتنی اہلیت تو نہیں کہ کبھی ہم اپنی اشکبار آنکھوں سے آپ کی زیارت کریں۔

کرھو فرش عرش سا یادن
چشمہ تہ گاش تھاؤ ہو لادن

اگر آپ ہم پر احسان اور فضل کریں اور اجازت بخشیں تو ہم آپ کے اُن قدموں کو، جنہوں نے عرش کو پامال کیا، اپنی آنکھیں اور آنکھوں کا نور نثار کردیں۔

اسہِ تہنْد خاکِ پا دوا چشمن
لاگھو عمدہ توتیا چشمن

آپ کے پاؤں کی دُھول ہماری آنکھوں کا نورُ بڑھانے کی دوا ہے۔ کاش وہ ہمیں ملے اور ہم اس عمدہ قسم کے سُرمے سے اپنی آنکھوں کا علاج کریں۔

دفعتہً غفلتکی عُمی اُٹھہن
یم غطا علت خطا بلھن

اگر ہمیں یہ سُرمہ ملے تو غفلت کی نابینائی دُور ہو جائے گی۔ ہماری آنکھوں سے پردے ہٹ جائیں گے۔ گناہوں کی تمام بیماریاں دُھل جائیں گی۔

اُسو ڈکرہی تیتھ بکرہی کتیت آنو
عیب عصیان پننہ ڈنہتھ زانو

ہم بدبخت وہ منہ کہاں سے لائیں کہ اپنے اُن عیوب کو ظاہر کریں جو گناہوں کی وجہ سے ہم پر مسلط ہو گئے ہیں۔

ڈاڈ کرٔ در گناہ گاری ہا
واتہِ کوت شرح بے شماری ہا

ہم نے گناہوں پر مداومت اور استقامت کی۔ اگر ہم اپنے گناہوں کی شرح لکھنے بیٹھیں تو اس سے کبھی فراغت ہی نہ ملے۔

در فلک کھتی گناہ انبارن
پشتہ ہا گے سیاہ طومارن

ہمارے گناہوں کے انبار آسمان سے باتیں کر رہے ہیں۔ ہمارے نامۂ اعمال کے سیاہ ورق اتنے جمع ہو گئے ہیں کہ ڈھیر کے ڈھیر لگ گئے ہیں۔

امرِ معروف ترٲوی تہٕ مشرٲوی
اُسی یم نہی تم سارِی اسہ پرٲوی

امرِ بالمعروف کے جو معاملات تھے وہ سب ہم نے ترک کئے اور فراموش کر ڈالے۔ نہی عنِ المنکر کی جتنی باتیں تھیں وہ سب کی سب ہم نے اختیار کیں۔

مومن اُسِتھ تہٕ پئے تھئین کارن
یم چھہ مند چھہ تہٕ عار کفّارن

ہم مومن ہونے کے باوجود وُہ افعال کرتے رہے جو کافروں کے لئے باعثِ شرم و عار ہیں۔

نڈانہِ ڈِنی پانہ اُسی چھ اقرارئ
زندہ نہنز دوزخس سزاوارئ

ہم خود جانتے ہیں۔ ہمیں اپنے گناہوں اور اپنے اعمال کا اقرار ہے۔ ہم تو اس بات کے مستحق ہیں کہ ہمیں زندہ دوزخ میں جلا ڈالا جائے۔

تھاؤ مڑ کتہِ پاڻی پانس جاے
از خجالت بُتھیٖن چھ پیمڑ ہاے

ہم نے اپنی لُٹیا آپ ڈبو دی ہے اور اب حال یہ ہے کہ شرمندگی اور ندامت سے ہمارے مُنہ پر کالک لگ گئی ہے۔

ووڈ چھ فقط تہنز سیٹھاہ بُڈ سَتھ
خستہ حالن ہِہےَ اُمید چھ یَتھ

اب یا رسول اللہ صلعم صرف آپ کا سہارا باقی ہے اور ہم خستہ حالوں کے لئے لے دے کے یہی ایک اُمید باقی رہ گئی ہے۔

در اکرام وجود باز کرِہ
دستِ لُطف وعطا دراز کرِہ

اکرام وجود کے دروازے ہم پر کھول دیجئے اور لُطف وعطا کا ہاتھ ہماری طرف بڑھا کر ہمیں بچائیے۔

خستہ جانن تہ دِل پریشانن
سُست دِینن ضعیف ایمانن

لُطف وکرم کا ہاتھ بڑھایئے ہم خستہ جان اور دِل پریشان لوگوں کی طرف، اپنی توجہ مبذول فرمایئے ہم کمزور دین اور کمزور ایمان رکھنے والوں کی طرف۔

چارہ جوئی ذِ ذُوالجلال کرِو
اُمتی عاصِین پلال کرِو

اللہ جل شانہٗ کے پاس ہماری چارہ جوئی فرمایئے اور گناہ گار اُمتی کی پرورش کا سامان فرمایئے۔

اُمتی خاکسار ڇھو باگھنہ
اُمتس سیتو اُسی پڑو لاگھنہ

ہم خاکسار اور رُوسیاہ آپ کے حصے میں آئے ہیں۔ ہمیں اپنی نجات یافتہ اُمت کے ساتھ مُنسلک کر دیجئے۔

پتہ وت اُمتس ڇھ پاُس تھُند
اُسے تے اُخر ڇھ لتہ دِکس تھُند

آپ کی اُمتِ مرحومہ کو صرف آپ کی ذاتِ بابرکات کا لحاظ کیا جاتا ہے۔ ہماری طرف نظرِ کرم فرمایئے۔ آخر ہم بھی تو آپ کے دہلیز کے سگِ در ہیں۔

عرضِ احوال سالہا پوُشن
سائی حاجات پانہ ڇھ روشن

اگر ہم اپنے احوال عرض کرنے بیٹھیں تو اس میں سالہا سال لگ جائیں گے۔ آپ ہمارے حالات سے بخوبی واقف ہیں، ہم کیا عرض کریں۔

شاد کرِ ہو تون نادم عاصی
بدل وجان محبّ و اخلاصی

یہ نادم جو دِل وجان سے آپ سے محبّت رکھتا ہے، جس کے دِل میں خلوص ہے، مگر جو گنہگار ہے، اس کو بھی غم سے نجات دے کر مسرور فرمائیے۔

شہر آشوب

یہِ چھُ کار اُزی کیٚن اسہِ دین دارن
ترِہ اوس تیٚلہِ کُفارن عار
عام گےَ چھنبہِ تےَ خاص ژگی چھارن
ترِہ اوس تیٚلہِ کُفارن عار

آج کل کے ہم دین داروں کا تو وُہ حال ہے۔ ہمارے اعمال وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔ عام کھائی میں گر پڑے اور خواص خندق میں جا گرے۔ ہمارے اعمال وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

خاص وِعام ساَرِی دُنیا گارن
اسراف ژھارن بے شُمار

بوچِھ ہُتو ہُوئی زن پے مُردارن
تِزہ اوس تیٔلہِ کُفّارن عار

خاص وعام سب دُنیا طلبی میں مصروف ہیں۔ سب کے سب اسرافد کے بندے ہو گئے ہیں۔ ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہ کُتّے ہیں جو مُردار پر خونخوار بنے ہیں۔ ہمارے اعمال وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

سادات رادِری تقدُّی بِندارن
عادات بد گُچھک در اطوار
اصلیح خصلتہ پچھک نہ کِردارن
تِزہ اوس تیٔلہِ کُفّارن عار

سادات کو غرور اور نخوت نے برباد کر دیا ہے۔ اُن کے عادات و اطوار سب بُرے ہیں۔ اُن کے کردار میں صحیح خصلت ایک بھی نہیں۔ ہمارے اعمال وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ تنگ تھے۔

خوجِہ زادہ ہجِہ وتہِ کج رفتارن
خوجہ زادگی لِنشہ ناہنجار
زائلتو چِھہ ذاتژ ہندی استکبارن
تِزہ اوس تیٔلہِ کُفّارن عار

خواجہ زادے غلط راہ پر پڑے کج رفتار ہیں۔ خواجہ زادگی کے جو تقاضے ہیں اس سے نابلد ہیں۔ انہیں صرف ذات پات کی بلندی نے جلا کر رکھ دیا ہے۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

پیر گرٖی گمرہ نفسِ امارن
رٖیلی باطن یوزٖنِ اظہار
پانٔے پانس چھِ مرتبہ کھارن
ترٖزہ اوسس تیٚلہِ کُفارن عار

پیروں کو نفسِ امارہ نے گمراہ کیا۔ بے محابا کراماتیں کرتے پھرتے ہیں۔ خود ہی اپنے آپ کا رُتبہ بلند کرتے پھرتے ہیں اور اپنے منہ میاں مٹھو بنتے ہیں۔ ہمارے اعمال وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

پرہیز پاتھنہٖ پرہیز گارن
زہد تے تقویٰ ترٖووِیک بار
بدٖی یاہ اُندٖی چھینہ نیکو کارن
ترٖزہ اوسس تیٚلہِ کُفارن عار

پرہیزگار سب سے بڑے بدپرہیز ہیں۔ اُنھوں نے زہد و تقویٰ سب چھوڑ چھاڑ دیا ہے۔ خود ساختہ نیکوکار تمام بدیوں کے مرکز ہیں۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

دردیش پیشوا دٗرائے مکارن
فقرٖچ نہ اکھ رٗتھ مکرٖچ کھار
کوٹھِ میوٹھ مقصد چھُک عیارن
ترٖزہ اوسس تیٚلہ کُفارن عار

خودساختہ درویش مکاروں اور فریبیوں کے امام ہیں۔ فقر کا ایک ذرہ نہیں، مگر منوں بھرا پڑا ہے۔ ان عیاروں کا ایک ہی مقصد ہے کہ لوگ ان کے پاس آتے رہیں۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

عالِمَ وقت کي طالِبِ پيھ ديارن
ظالِمَ ذن جِھي رشوت خوار
طمعَن ونھ وائي جي بينا دارن
ترہ اوس تيئہ ڪُفّارن عار

وقت کے عالم طلبِ زر میں گرفتار ہیں اور ظالموں کی طرح رشوت کھاتے رہتے ہیں۔ ان دیدہ وروں کی آنکھوں کو لالچ نے اندھا کر رکھا ہے۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

مُفتي پيھ زاگان مُفتين ھارن
جال سازي ھنن جو آموزگار
حيلا ھيکڙ ناوان جِھي غدارن
ترہ اوس تيئہ ڪُفّارن عار

مفتی مُفت کی دولت کی تاک میں ہیں اور جعل سازی کے سب سے بڑے اُستاد ہیں۔ دین سے غداری کرنے والوں کو بہانے سکھاتے ہیں۔ ہمارے اعمال وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

بنہ کھے دُنیا دوھن تارن
گڑھ کھے تمہ سيتو دين وُجھاڙ

مڑھ ماڑ کھیں یام رُٹ قہارن
تِزہ اوس تیلہِ کُفارن عار

دو تین دِن کے لئے اگر اُنہیں دُنیا مِل جائے، چاہے اس سے دین بھی اُجڑ جائے تو وہ اس پر تیار ہیں۔ مگر جب خدائے قہار ان کو پکڑے گا تو ہتھیلیاں کاٹیں گے۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

میر واعظ پیر تھدِہ تھوٗد کھارن
لحن رٗتی وعظ چھک ناہموار
فِتنچہ کتھہٕ پھی عامن تارن
تِزہ اوس تیلہِ کُفارن عار

میر واعظ اپنے منبر کو اونچے سے اونچا بٹھاتے ہیں۔ وعظوں میں اُن کی آوازیں بڑی دِل کش مگر مضامین سخت ناہموار ہوتے ہیں۔ وعظ میں وہ عوام کو فِتنے کی باتیں سِکھلاتے ہیں۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

نارٕہ رٕیہہ دِینچہ آک اَوتارن
غارٕہ وٕوٗتھ خلقن بارہ آکھ دٗیار
توٗدٕہ گے فردن بیٚیہ دستارن
تِزہ اوس تیلہِ کُفارن عار

دین کے نام پر میر واعظ فساد کی آگ بھڑکاتے ہیں۔ لوگوں میں عداوت پھیلی، واعظوں نے ہاتھ رنگے۔ ڈھوں اور دستاروں کے انبار لگ گئے۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

کینئھہ کرئی واصل علمکي یارن
کینئن علم کھوٹ خرہ سُند بار
کینئھہ کچھُو علمکي کالہ شہمارن
تِرہ اوس تیٚلہِ کُفارن عار

بعض لوگوں کو علم نے دوست بن کر واصلِ محبوب کیا۔ بعض لوگوں کے لئے علم گدھے کا بوجھ ثابت ہوا۔ بعض لوگوں کو علم نے کالا ناگ بن کر ڈس لیا۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

دِیدہ اوٚن وتہٕ پکہٕ لورہٕ سیتی سارن
دِلہٕ اوٚن ڈیشہٕ کوٚ وچھِ تےٚ چھار
خاصہٕ سوٚی خلق ییٚس پتہٕ پتہٕ لارن
تِرہ اوس تیٚلہِ کُفارن عار

آنکھوں کا اندھا لاٹھی کی مدد سے راستہ چل سکتا ہے۔ دِل کا اندھا کھائی اور خندق میں تمیز کیسے کرسکتا ہے، خاص کر جب اس کے پیچھے لوگ عقیدت سے دوڑ رہے ہوں۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔

ونہٕ ہا بیٚیہِ کینئھہ تتھ چھُس تھارن
عام لوٚکن ہنٛدی بد کردار
خٔدہ رٹھ نزیٚو پانہٕ آدہ ما مارن
تِرہ اوس تیٚلہِ کُفارن عار

میں کچھ اور بھی کہنا چاہتا تھا۔ مگر ڈرتا ہوں کہ عوام کا کِردار بہت گھٹیا اور پست ہے۔ اے میرے نفس ! اپنی زبان کو محدود کر، نہیں تو خواہ مخواہ پٹ جائے گا۔ ہمارے اعمال تو وہ ہیں جو کبھی کافروں کے لئے باعثِ ننگ تھے۔